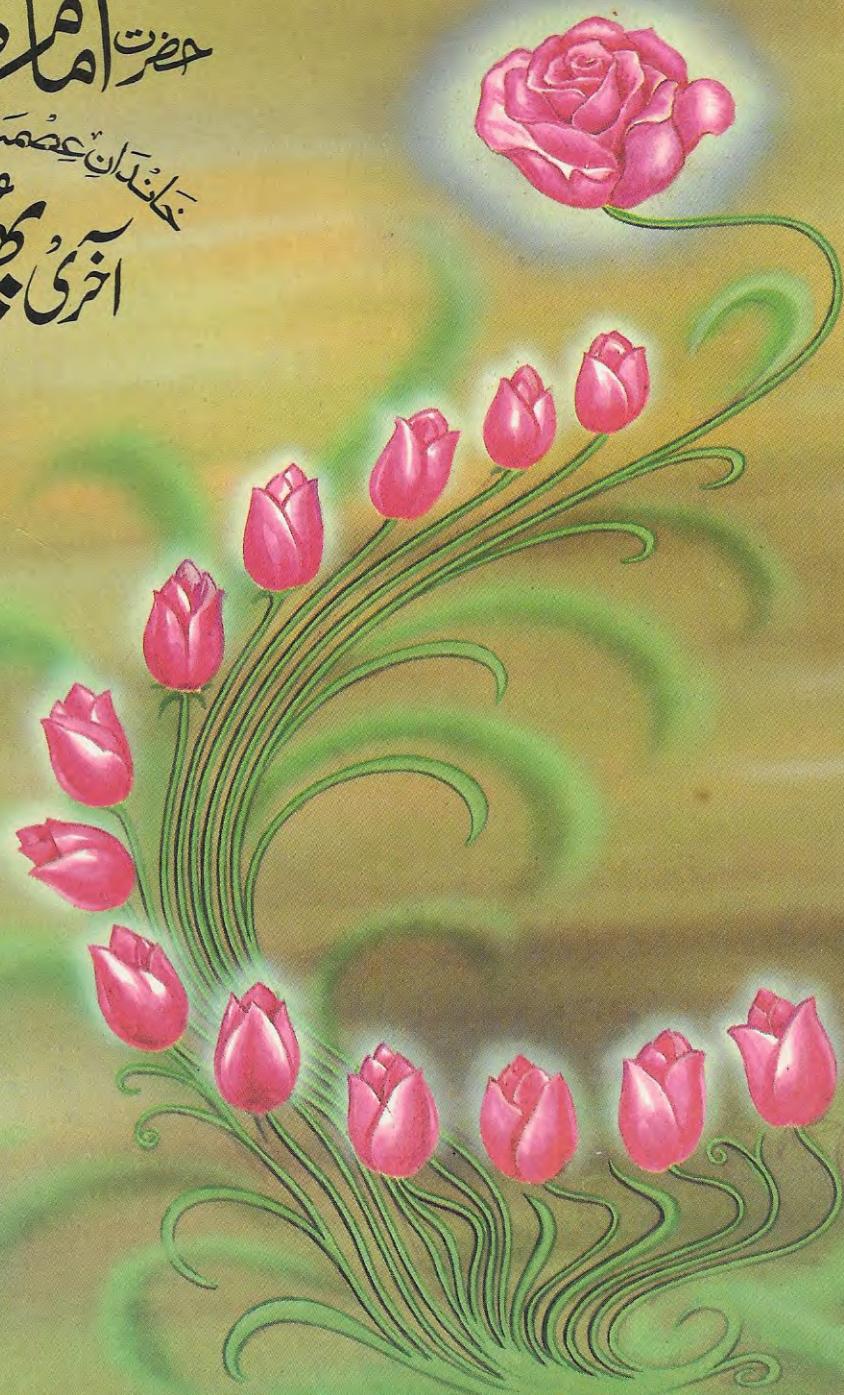


القائمه

الْمُتَسَكِّر

حضرت أم المؤمنين
ع^(ع)
نَافِدَانْ عَصَمَتْ وَرَسَالَةَ شَرِيعَةٍ
أَخْرَى مُبْهَمَوْل

لِصُوصِي تِيمَار
شَعْبَانُ الْعَظِيمُ ١٤٢٦



لوسْفِ زَرْهُ اَمْ كَعْكَمْ كَرو

سے پہلے ارباب ایمان کی خدمت میں اس عظیم اثاث نہتی اور بقیة خداوندی کے روز ولادت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں جس کا ذکر درج فتنہ کان آیات اور اسلامی روایات و احادیث میں پایا جاتا ہے بلکہ انہی سیاسے ماسلف کے صحقوں میں بھی ملتا ہے۔

جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وصی ہے، جو دین اسلام کو تمام نہ اہب و ایمان پر غلظہ طاکرے گا، جو جنگ و جدال ہے جلسی ہوئی زمین کو امن ایمان کے سرسبز و شاداب گزار میں بدل دیگا، جو ظلم و استبداد کے تمام نشانات مٹا کر فرکے تمام پچھوں کو سرنگوں کر دیگا، جو شرک فناق کی بنیادیں متزلزل کر کے ان کا نام و نشان تدبی کرے گا، جو کرشمہ اور طغیانی کی ساری کھیتیاں پاہل کر دیگا، جو بکتوں کو سوا کر کے کمزوروں اور دینداروں کو سرپنڈ کر گیا صنالت و گمراہی اور فتنہ و فساد کے سوداگروں کو نابود کر دیگا، جو پرگانہ اور پریزگاری کے مرکز پنجح کریکا تھا کا پچھم رونے زمین پر پنڈ کر گیا اور دستوں کو عزت و فقار اور شہنوں کو زیل و رسوائیگا۔ وہ اتم المؤمنین، ملکیۃ العرب حضرت خدیجہ کا الڈلا، سیدۃ العالمین حضرت فاطمہ زہرا کا فخر، امیر المؤمنین حضرت علی مرضی کا خاحت جگہ اور سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دلیل، مذہب اسلام کا ذمہ دار، دین حق کا تاجدار، زمین پر حجت پروردگار حضرت حجت بن احسن مہدی آخر الزمان علی الصدقة و اس لام کی ذات بارکت ہے۔

۱۵ اربعان اسی امام حق کا روز ولادت ہے۔ یہ بارکت تاریخ اس عظیم المربوت ذات کی ولادت یا سعادت کی تاریخ ہے جو جلد انہیار و مسلمین، رامکرہ دین، رار باب ایمان اور مظلومان بہمان کی امیدوں کا مرکز ہے جس کے صدقے میں یہ کائنات قائم ہے۔ جس کا ظہور تعلیمات انبیاء و مسلمین کی تکمیل، قرآن کی زندگی، علوم ائمۃ علمہہ السلام کی عملی تغیری، مظلوموں اور کمزوروں کا معتبر سہارا اور کفر و فناق پر دین و ایمان کی مکمل اور بھرپور کامیابی کی ضمانت ہے۔

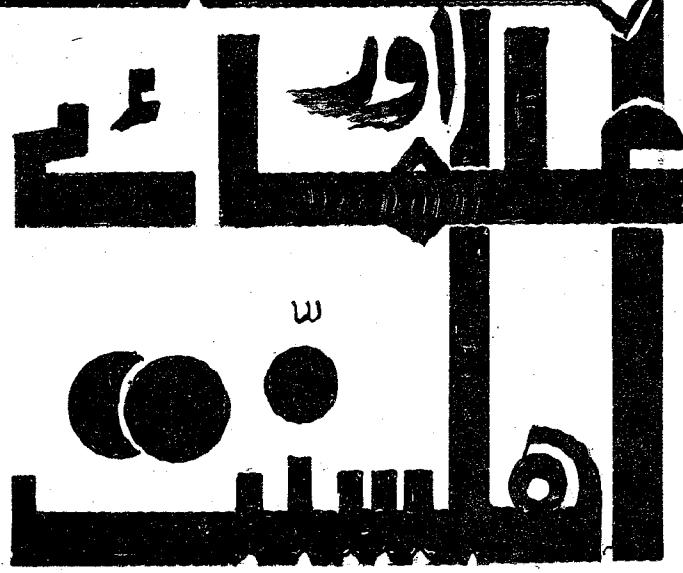
جس کے ظہور کا انتظام بہترین عبارت جس کے ظہور کا منتظر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم کاٹ رہ کر شہید ہوئے والے کی مانند اور جس کے ظہور کی دعماہتہن علی ہے اس وقت امامت کا یہ تابندہ سورج غیبت کے بادلوں میں پوشیدہ ہے اور بادلوں کی اوٹ، ہی سے ساری دنیا کوفت امداد پر ہو سچا رہا ہے۔ لیسے پر اشوب وقت میں ہم منتظرین کی ذمہ داریاں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ کہیں ایسا توہین کہ ان ذمہ داریوں کی طرف سے ہماری مسلسل کوتا ہیاں اُن حضرت علی الصدقة و اس لام کے ظہور میں تاخیر کا سبب بنتی ہوئی ہوں۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہے تو ہماری بدصیبی یہ ہے کہ ہم خود ہی اپنے آقا کے ظہور میں تاخیر کا سبب بنتی آئیے اس پرستت اور پر سعادت موقع پر ہم شیعیان آل محمد علیہم السلام کا ایک ایک بچہ خدا کے حضور میں تجدید عہد ویہمان کرتے ہوئے، گڑگڑا، گٹگٹا کر، ہر روز نمازِ صبح کے بعد دعائے عہد کے یہ فقرے اپنی زبان پر بجا ری کرے۔

”بارہلسا! میں اپنی زندگی کی اس صبح میں اور جب تک زندہ ہوں گا ہر صبح کو اُن حضرت گئے از سر زو عہد ویہمان کرتا ہوں اور کرتا ہوں گا اور اُن حضرت کے بیعت کا قلادہ جو میری گرد میں پڑا ہوا ہے، اس سے ہر گز نہ پیٹوں گا اور اس پر ہمیشہ ثابت قدم رہوں گا۔

پروردگارا! مجھے اُن حضرت کے ناصروں، مددگاروں اُن حضرت کی جانب سے دفاع کرنے والوں، اُن حضرت کے مقاصد کی تکمیل کرنے والوں اُن حضرت کے احکام کے بجالانے والوں، ان کے حامیوں، ان کے ارادوں کی جانب دوڑ پڑنے والوں اور اُن حضرت کے رو بر و شہید ہوئے والوں میں قرار دے۔ حملہا! اگر میرے اور اُن حضرت کے درمیان وہ موت حائل ہو جائے جسے تو نے اپنے تمام بندوں کے لئے یقینی اور لازمی قرار دیا ہے، تو تو مجھے میری قبر سے اس طرح اٹھا کر میں اپنے کھن کو لباس بنائے ہوئے، اپنی تواریخی امام سے کھینچے ہوئے، اپنے نیزے کو سنبھالے ہوئے اُن حضرت کی دعوت پر جس دعوت پر لتبیک کہتا تمام شہر دیار کے رہنے والوں پر فرض ہے۔ میں بھی لتبیک کہتا ہوں ایک پڑوں۔“

اپنے آقا کے ظہور کیلئے اپنے دل کی وادی کو ایمان اور علی سے سرسبز و شاداب کریں، اپنی کوتا ہیوں کو دفر کریں، اُن حضرت کی راہ میں بھرپور جس وہ جہد کریں، اور اپنی زندگی اور اپنے وجود کو اس منزل پر ہو سچا دیں کروہ سر پا یا انتظار بن جائے۔ الہی آمین۔

دین دوست



قرار دیا، کبھی ان احادیث میں اپنے مشتاء کے مطابق احتفاظ کر دیا تاکہ اس کا مطلب کسی «نقیب ہدیٰ» کو بتا کر اس عقیدہ کی بنیادوں کو کھو گھلہ کر سکیں اور اہمیت کی تقلید کرتے ہوئے چند جدید علمائے مسلم سے اس عقیدہ کی بنیاد پر بے اکار کرویا اور اسے قلعہ غیر اسلامی اور شیعی و من گھڑت عقیدہ کہنے لگے۔

منکرین "مہدیٰ" افراد کی دوسرا قسم میں وہ علماء ہیں جن کے افکار پر "مادی نظریات" نے گھر اٹڑا الابے اور خفائنے "ماوت" میں سائنس یتیجتے ان کے عقائد میں "ماوت" رجیس گئی ہے۔ پتختا وہ "معنوی" اور "غیری" یا تو کام کا تو انکار کر دیتے ہیں یا پھر اسے "ماوت" کے سلسلے میں ڈھلنے کی بھروسہ کو کشش کرتے ہیں۔ ان افراد نے عقیدہ مہدویت تو کیا "وہی" "بزوت" یہاں تک کہ تو یہ کوئی بھی نہ بخشا اور اس کی وجہ سے یہ ہے کہ "مادی نظریات" کو تسلیم کر لینے کے بعد "غیر" اور "تصیر" موال ہے۔ چونکہ عقیدہ مہدیٰ یہ غیبت کا عقیدہ ہے اور اپنایہ عقیدہ ان علماء کے لئے مزید مصیبتوں کا باعث بنا ہے اس لئے ان مشکلوں سے بجات حاصل کرنے کی خاطروںہ سرے سے ایسے عقیدہ کو قبول ہی نہیں کرتے۔

ان دلوں اقسام کے منکرین عقیدہ مہدیٰ کے نقل کردہ شہادات اور بنیاد انکار کے بے شارح باتیں ہیں۔ لیکن یہاں پر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ان تمام بولیات کو پیش کریں۔ ہم یہاں پر حقیقت کو صرف ان "پہلوں سے واقع" کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس پر اجماع مسلمین ہے۔ یعنی "قرآن" اور "احادیث" اس سلسلے میں ہم چند قیدیں اور موثق و معتبر مفسرین اور مذکین المستنت کی مستند کتابوں سے ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

تفسیر: مفسرین نے بے شمار آیتیں حضرت امام مہدیٰ سے متعلق بیان کی ہیں اور اس سلسلے میں باقاعدہ کئی کتابیں بھی جا چکی ہیں لیکن ہم یہاں پر صرف چند باتوں پر اتفاق کر رہے ہیں۔

(۱) امام ابو الحسن اثلبی جو مشہور و معروف مفسر ہیں اپنی کتاب تفسیر میں قرآن مجید کی آیت "حماسو" کی تفسیر لکھتے ہیں کہ (رح) سے مراد "حرب" یعنی "قریش" اور "الموالی"

دور حاضر میں جو صورت حال عالمی سطح پر "تمہب اسلام" کی ہے یعنی حقیقی اور الہام دہب ہوئے کے باوجود غلط پر پیگنڈوں اور بے بیان اشتہارات تے اکثر افراد کو "اسلام سے" شمشی کی حد تک منتظر کر رہا ہے، وہی صورت حال "عقیدہ مہدیٰ" کی عالم اسلام میسا ہے۔ باوجود یہ عقیدہ جزو دین ہے، اکثر مسلمان اسے من گھڑت سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے افراد ہیں جو اس عقیدہ کو "اسناد مافذ" کی وجہ سے طوغا و کرھاً قول توکر لیتے ہیں لیکن ان مفصل احادیث کا انکار کرتے ہیں جو حضرت مہدیٰ کی ذات و صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔

"عقیدہ امام مہدیٰ" کے بارے میں یعنی بھی غلط فہمیاں میں اس کے ذمہ دار دو قسم کے افراد ہیں۔ اولًا وہ افراد جنہیں "غلال علماء" کہتا بنا ہو گا اور اگر آنے "تازع" پر طاری از نگاہ ڈالیں تو پر درویں گردہ درگروہ ایسے افراد نظر آتیں گے جن کا باب اس اور رنگ ڈھنگ تر عالم "جیسا ہی تھا لیکن ان کے عادات و اطوار اعتماد و نظریات، میں حکومت پرستی نہیں ایسی طرح کے لوگوں نے حکومت وقت کو الہامی حکومت شناخت کرنے کی خاطر حر جائز و ناجائز ردیہ اختیار کیا اور اس کی حفاظت کے لئے عقیدہ امام مہدیٰ کے خلاف طرح طرح کے پر پیگنڈے کئے۔ کبھی اس عقیدہ سے متعلق احادیث کو ضعیف

یہ سے ہیں ۶۷

۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ واللہ وسلم فرماتے ہیں کہ : جس نے خروج مہدی کا انکار کیا۔ اس نے ان تمام پیروں کا انکار کیا جو مجھ پر نازل ہوتیں۔ (فرضیک وہ کافر ہو گیا۔) ۶۔ مندرجہ بالا احادیث مسند اور صریح ہیں جو حضرت مہدی کے آخری زمانے میں ظہور ان کا اہل بیت اور اولادِ امام حسین و جناب فاطمہ ہونا ثابت کرنی ہیں خصوصاً آخری حدیث سے اس عقیدہ کی اہمیت واضح ہوئی ہے کہ اس کے مکمل قرآن کریم کے نزک ہیں، حالانکہ "اویالباب" کی بصارت کے لئے کافی ہے لیکن آئیے مزید اطہران کی خاطر ہم علمائے نظریات بھی معلوم کریں۔

علماء : ۱۔ سید احمد زینی دھلان "مفہوم مہدی" مہدیؑ تعلق رکھتے والی حدیثوں پر تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "احادیث" کثرت و تواتر" سے ہیں۔ اس میں بعض صحیح اور بعض حسن میں اور بعض ضعیف بھی ہیں۔

مفہوم مکمل کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اگرچہ احادیث ضعیف ہیں تب بھی کثرت و تواتر اپنی جگہ قائم ہے اور علم جمال جانشی والے اس حقیقت سے تکونی وفاقت ہوں گے کہ اگر کوئی "حدیث" حد "تواتر" کو پہنچ جائے تو بعض ضعیف احادیث اس کی اسناد پر بسطاً اڑانبارز ہوں گی اور اسے ہم نے اپنے مختلف شماروں میں انکرتبیان بھی کیا ہے۔

۲۔ "اللعتات" میں شیخ عبد الحق لکھتے ہیں کہ : "وجود مہدیؑ کے بازارے میں احادیث بالآخر متواری ہیں جس سے یہ ظاہر ہے کہ مہدیؑ جناب فاطمہ علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔" ۳۔ علامہ و فقیر المحدثین جناب ابو عبد اللہ محمد بن یوسف القرشیؓ کی شافعی نے باقاعدہ ایک باب لکھا ہے جو ان کی کتاب کا پذیر ہوا باب ہے جس کا عنوان ہے "باب الالت" وجود مہدیؑ و حیات مہدیؑ و غیبت مہدیؑ علیہ السلام الی الا ان" اور ناقابل تردید ثبوت پیش کئے ہیں ۷۰

۴۔ "عالم العلامہ" شمس الدین یوسف بن قرقاعی الحنفی۔ سبط ابن جزی کہ (مہدیؑ) محمد بن حسن میں علی ابن ابی طالب علیہم السلام میں ان کی کنیت "ابو عبد اللہ" الواقف اسم وہ خلف الحجۃ، صاحب الزمان قائم المنظر اور آخری امام میں ہیزا ۷۱۔ ۵۔ قاضی بحلول بحث : امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ۵ اشیان ۷۲۔ ۶۔ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ زین خاتون تھیں اور ان کے والد کی وفات (شہادت) اس وقت ہوئی جبکہ ان کی عمر صرف ۵ سال تھی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی دو غنیمتیں ہیں اول "غیبت صفری" دوسری "غیبت کبریٰ" اور وہ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ خدا انہیں حکم طہوری کا اور وہ زین کو اسی طرح عمل والفات سے بھروس گے جیسے وہ ظلم سے بھری ہو گی ۷۳۔

۷۔ شہاب الدین ابن حجر الشیخی لکھتے ہیں کہ : "ابوالقاسم، محمد، الحجۃ، مہدیؑ ہیں اور ان کی عمر والد کی وفات کے وقت ۵ سال تھی خدا نے انہیں محنت عطا کی ہے، انہیں القاسم" المنظر" کے نام سے جانا جاتا ہے ۷۴۔ (باقی صفحہ سات پر)

کے دریان جنگ، جس میں قریش کو غلبہ حاصل ہوگا۔ (م) سے مراد "ملک" یعنی سلطنت بنی ایمہ رعی (مراد علم و لور عباس اور حرف "س" کو امام مہدی علیہ السلام سے مخصوص کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (س) سے مراد "الله" کا۔

۸۔ مقائل بن سیمان اور ان کی اتباع کرنے والے یا گوئی مفسرین نے قرآن کی آیت "وارثة لعلهم اللئا ساعتة" کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متعلق بیان کیا ہے۔ (یعنی "ساعة" سے مراد ساعت ظہور حضرت مہدی علیہ السلام) ۸۔

۹۔ لوز الابصار کے مصنف علامہ شبیحی اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۸ پر ابو عبد اللہ کے قوله سے لکھتے ہیں کہ کتب تفاسیر میں قرآن مجید کی آیت "لُظْهَرَةُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلُوكَرَةُ الْمُشْرِكُوْنَ" (رسوہ تو پہ آیت ۳۳) کی تفسیر درج ہے کہ اس آیت سے مرا حضرت مہدی علیہ السلام میں جرأۃ افاداطر (سلام اللہ علیہما) میں سے ہیں۔

۱۰۔ علامہ شہاب الدین جو مک العلامہ شمس الدین ابن عمر المہدی کے نام سے شہور ہیں۔ اور صاحب تفسیر البر الموجع، ہیں وہ اپنی تفسیر میں جابر بن عبد اللہ الفاری سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ "جاہر جناب فاطمہ بنت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بھاگ کرنے کے باقیوں میں وہ لوح تھی جس پر انہے کے نام لکھے ہوئے تھے جو ان کی اولاد میں سے ہوں گے۔ یہاں تک کہ لکھتے ہیں "لُوْزِ فَرِنْدَ اَمَامُ الْجَمَعَةِ اللَّهُ الْفَقَامُ اَمَامُ مُهَدِّي عَلِيِّ السَّلَامِ" میں وہ غائب ہوں گے۔ ان کی عمر طویل ہو گی جس طرح مومنین کے دریان عیسیٰ، الیاس اور خضرؑ کی عمریں طویل تھیں اور کفار کے دریان "دجال" اور ساتھیؑ کی عمریں طویل تھیں۔

محاذین : ۱۔ احمد بن خبل اپنی "مسند" میں اور ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ اپنی "صحاح" میں حضرت مہدیؑ سے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ فریاد فرمایا : **لَوْلَمْ يَنْقَمِ مِنَ الدُّنْيَا الْيَوْمَ وَأَذْلَمَ بَعْدَ أَذْلَمَهُ فِيهِ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِيِّ** **يَكْلُوهَا عَذَّلَكَ مَلِكَتْ جَوْرًا۔**

ترجمہ: مُذَلٌّ وَعُمَرِيَّا میں اگر صرف ایک دن نیچے گاتی بھی خدا یہرے اہل بیت میں سے ایک فرد کو بیوٹ کرے گا۔ جو اس دنیا کو عمل سے اسی طرح پر کروے گا جس طرح وہ ظلم و حرب سے بھری ہوگی۔

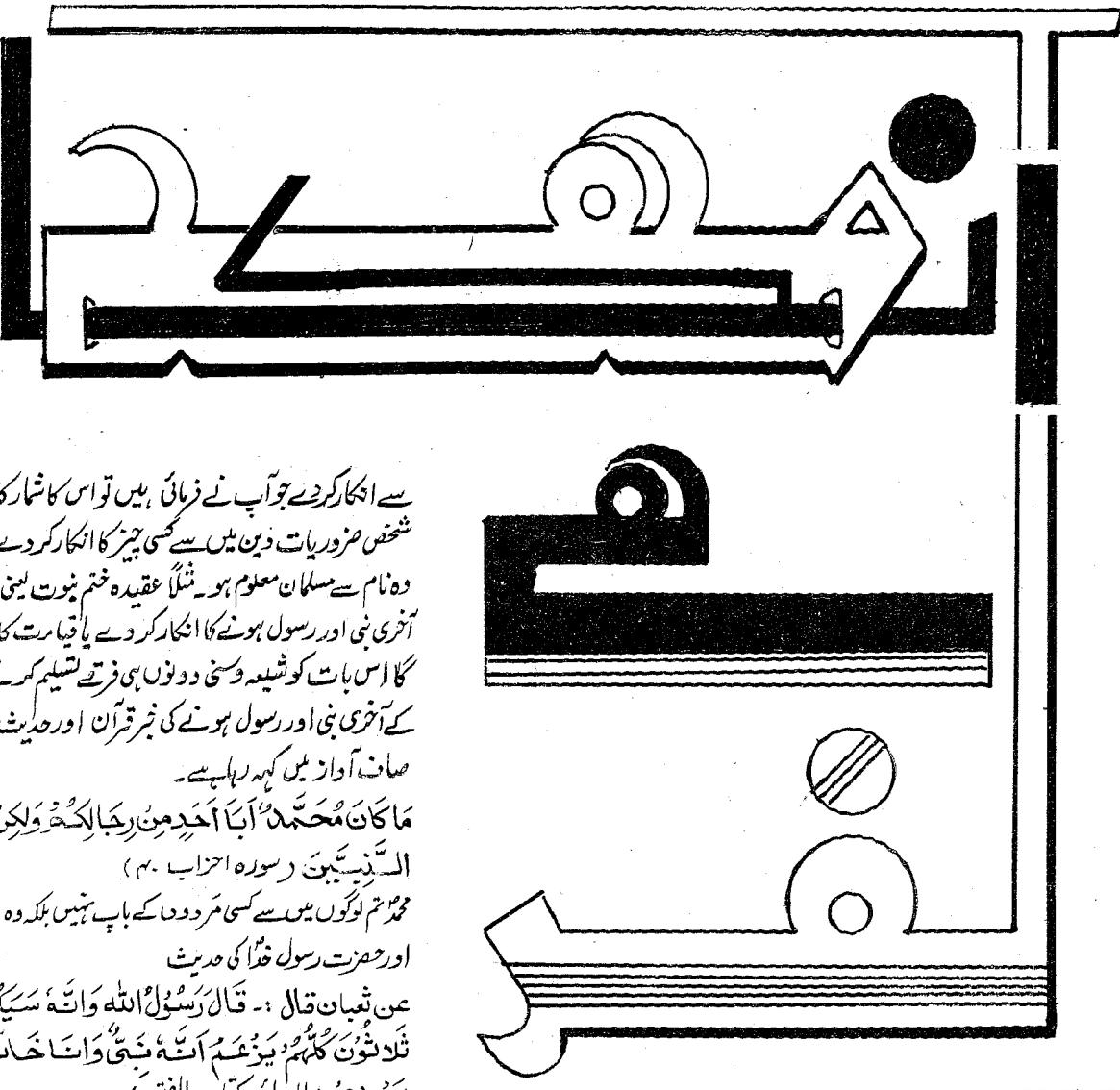
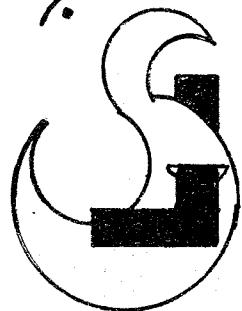
۲۔ اسی طرح کی ایک اور حدیث "محاذین" نے کثرت سے بیان کی ہے جس کا ترجیح یہ ہے کہ "آخری زبانہ میں میری اولاد میں سے ایک شخص نمودار ہو گا۔ جو میرا ہم نام ہو گا اور اس کی کنیت وہی ہو گی جو میری کنیت ہے وہ زمین کو عدل والفات سے اس طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و حرب سے بھری ہو گی اور وہی مہدی علیہ السلام میں لا۔

۳۔ ابوسعید خدریؓ لکھتے ہیں کہ میں نے رسولؐ کو فرماتے ہوئے سننا کہ: "میرے بعد اماموں کی تعداد بارہ ہو گی اور ان میں سے صلب حسین علیہ السلام میں نوین (حضرت) مہدیؑ ہوں گے۔"

۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ واللہ وسلم نے فرمایا کہ: مہدیؑ میری عترت اور اولاد فاطمہ

- ۱۔ عقد الدرر۔ باب۔ نقل اذنیم ابن حماد۔ (۲)۔ الصواعق المحرقة من ۹۶، اسعاfat الراغبین۔ ص: ۱۵۶، سورۃ الذریفۃ آیت ۴۱۔ (۳)۔ اسعاfat الراغبین۔ نور الالعارف۔
- ۲۔ ، البیان فی اجتہار صاحب الزمان۔ ۸۵۔ (۴)۔ تذکرة الخواص۔ سبط ابن جزی۔ ۸۵۔ (۵)۔ لوز الابصار۔ شبیحی۔ ص: ۲۵۵۔ (۶)۔ مسند ابی داؤد۔ کتاب مہدیؑ ج: ۳، ص: ۱۵۱۔ (۷)۔ فرائد سطیعین۔ جوینی۔ (۸)۔ حاشیۃ صحیح ترمذی۔ ج: ۲، ص: ۳۶۴۔ (۹)۔ البیان فی اجتہار صاحب الزمان۔ ج: ۲، ص: ۱۰۳۔ (۱۰)۔ تذکرة الخواص۔
- ۳۔ اذنر۔ ص: ۲۰۳۔ (۱۱)۔ تاریخ آن محمد۔ ص: ۲۰۰۔ (۱۲)۔ الصواعق المحرقة۔ ص: ۱۲۳۔

جع



سے انکار کر دیے جو اپنے جواب نے فرمائی ہیں تو اس کا شمار کافروں میں ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی پیزیر کا انکار کر دے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا حالانکہ وہ نام سے مسلمان معلوم ہو۔ شلگا عقیدہ ختم ہوتے یعنی جو شخص حضرت نبی مرتبت کے آخری بنی اور رسول ہونے کا انکار کر دے یا قیامت کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا اس بات کو شیعہ و سنی دونوں ہی فرقے تسلیم کرتے ہیں کیونکہ حضرت ختنی مرتبت کے آخری بنی اور رسول ہونے کی ثبوت قرآن اور حدیث دونوں میں ملتی ہے۔ قرآن صاف آواز میں کہا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَخِيدِ مِنْ رِجَالَ الْكُفَّارِ وَلَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (رسولہ احزاب ۳۰)

محمدؐ تم لوگوں میں سے کسی مرد دو دیکھ کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری بنی ہیں۔

اور حضرت رسول خدا کی حدیث
عن شعبان قال : - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَاتَّهُ سَيِّدُنُّونَ فِي أُمَّتِي كَذَّ الْوُعُودَ
ثَلَاثُونَ لَهُمْ دِيْنُهُمْ أَتَّهُمْ بَشَّارٌ وَأَنَا حَادِثٌ الْبَشَّارُ لَأَنَّبِيَّ
بَعْدِي (ابو داؤد کتاب الفتن)

یہی امت میں ساچھوٹی ہوتے ہیں کے دعوے دار ہونگے جب کہ میں خاتم النبین ہوں
اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ابو شخص ان دونوں (قرآن اور حدیث) کو جھٹائے تو بلاشبہ
وہ کافر ہو گا۔

ا۔ قرآن و عقیدہ مہدویت

ا۔ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
(زرف : ۴۱)

ترجمہ: "اور وہ تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے تم لوگ اس میں ہرگز شک نہ کرنا۔"

ایم ترین مفسر قرآن اہل سنت کے معتبر علم مقائل بن سليمان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے"

انکار مہدی - کفر

اسا بارے میں ہم اس بات کو ثابت کریں گے کہ اگر کوئی شخص امام زمانہ کے وجود سے انکار کرے گا تو کویا اس کا یہ انکار کفر کے مترادف ہو گا۔ مگر سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ دراصل کفر ہوتا ہے اور کافر کے کہتے ہیں ؟ آج سے چودہ سو سال پہلے سر زمین عرب بوجہالت کا گھوارہ تھی اور اس گھوارے میں پرورش پانے والے عرب بجهالت کا نمونہ ہوا کرتے تھے۔ اس جہالت کے انہیرے میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فہم کا اثاب بن کر طلوع ہوئے اور دیکھتے دیکھتے جہالت کے تمام انہیروں کو علم کے قدر سے متور کر دیا۔ رفتہ رفتہ لوگ حضرت کی دعوت اسلام پر بلیک کہتے ہوئے اسلام کے لوز سے نیچیا بہونے لگے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی موبود تھے۔ جنہوں نے عقل پر یقین کے پردے ڈال رکھتے تھے اور ان لوگوں نے رسول خدا کی رسالت و ثبوت کو مانتے سے انکار کر دیا تھا اور ان کی کتب کو جھٹائیا تھا۔ میں لوگ کافر ہو گئے تھے۔ اس سے یہاں ثابت ہوئی کہ جو شخص رسول خدا اور ان کی کتاب کو جھٹائے یا ان بالوں کو مانتے

۳۔ وَمَا يُنْطَقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ لَا وَحْيٌ لِّوَحْيٍ (سورة بحیرہ ۲۷)

وہ تو پاپی خواہش سے کچھ نہیں بولتے سرائے اس کے جو دھی کی شکل میں ان پر نازل کی جاتی ہے۔

ان یعنیوں آیتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ :

اجس نے رسول کا اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے اس سے انکار کیا گیا خدا سے انکار کیا۔

۴۔ یعنی رسول خدا جو دیں دے لے لو۔

۵۔ رسول خدا جو کچھ بولتے ہیں وہ صرف خدا کی دھی ہوتی ہے۔

اور ایسے دیکھیں جس کی شان میں یہ ہم آئیں تاں ہوئیں اس نیگے نے امام زادہ کے بارے میں کیا فرمایا۔

فَتَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْكَلَ حَرْوَجَ الْمَهْدِيَ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْذِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ
جس نے ظہور مہدی کا انکار کیا گیا اس نے ان تمام بالوں سے انکار کیا جو محمد پر نازل ہوئیں۔

۱۔ لسان الميزان از حجر عسقلانی ج ۵ ص ۱۱

۲۔ فراسد السلطین از حمویتی ج ۲

۳۔ القول المختصر فی علامت المهدی المنتظر از ابتداء

حجر مکی شافعی ص ۵۶

اس حدیث اور اس کے معترضوں کے بعد کیا اب بھی کوئی چوں چڑا کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ وہ حدیث جو کھل رکھا شخص کے کافر ہونے کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہی ہے کہ جو امام زادہ کا انکار کرے کیا بھی ”حسیننا کتاب اللہ“ کا انفراد لگانے والوں اور یادی حدیث کے مانند والوں کے لئے کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ وہ امام زادہ کا انکار کریں وہ ہستی جس کی شناخت اطمینان الشمس پر کیا اب بھی اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ کیا سورج کو دیکھ کر انہیں بند کر لیتے سے رات ہو جاتی ہے؟ کیا چاند کو دیکھ کر اس کے وجود سے انکار کر لیتے سے چاند کا تردید نہیں ہے کہ اس کا انتہا ہے۔ اب ہم بھرپوری بات دوہر نے جاری ہے، میں کہ جو کوئی مزدویات دین کا انکار کرے اور ہمیں اس کا ذکر قرآن اور کافر ہے اور اسی روشنی میں ہم نے عقیدہ مدد و دیت کو دیکھا جس کا ذکر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور جس چیز کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہو وہ ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ لیکن ہم اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے ایک اور ایام بات عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ اسلامی فرقوں میں سے بعض فرقے کے علماء اور پیشواؤں نے عقیدہ مددی کے بارے میں اپنی صحتی رائے کا انہصار کھل کر کیا ہے۔

خفی، شافعی، ماکنی، جنلی، دیابی، اشعری، مقری، حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ سارے اسلامی نمازوں نے اس بات کا فتویٰ دیا ہے کہ مدد و دیت عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے اور جو کوئی اس کو نہ ملنے والا کافر ہے جیسے کہ خاتمیت ضروریات دین میں سے ہے۔

یہ فتویٰ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

۱۔ البرهان فی علام ممدوح محدث اخر الزمان از متقدی هندی یا پ ۱۳۔

۲۔ شرح نیج البلاغہ از ابن الحید معتمدی م ۵۲۵۔

البيان فی اخبار صاحب الزمان از حافظ شعبی شافعی ص ۱۰۹،

اسعاف الرعیین از ابن الصبان ص ۱۵۶،

الصوات عن الحرقہ از ابن حجر عسقلانی ص ۹۶۔

فضیلدار المنشور از حافظ جلال الدین سیوطی ح ۴ ص ۲۱

نور الابصار از شبیلی شافعی ص ۱۵۳،

ینابیع الوردة از حافظ سلیمان قندوزی ص ۱۷۴

۳۔ **لَقَيْتَهُ اللَّهَ تَحْيِيَ الْكَوْمَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ (سورة هود ۸۶)**
شبیلی شافعی فرماتے ہیں کہ جب حضرت مہدی قیام کریں گے تو کعبیہ کا دوار سے پیغمبر کا کھڑکے ہونگے اور جب ان کے ۱۳۱۳ صاحبین جمع ہو جائیں گے تو اس ایت کی تلاوت کریں گے اور کہیں کے کہ اُنْ بَقِيَّةُ اللَّهِ زَيْنُ الدِّينِ وَبَاقِيٌّ بَقِيٌّ ہوتی جو تتم لوگوں پر ہوں (تمام لوگ ان کو اسلام علیہک یا بَقِيَّةُ اللَّهِ کہہ کر سلام کریں گے)۔

نور الابصار ص ۱۷۴

ابن صباغ مالکی۔ فصول المہم یا ب ۱۲

۴۔ **قَالَ فِتَاتِكَ مِنَ النَّظَرِيْنَ إِلَى يَوْمِ التَّوقُّتِ الْمُعْلُومِ (سورة مجہد ۳۶)**

شافعی عالم محمد بن ابراہیم حموی اس ایت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ حسن بن خالد نے امام علی بن موسیٰ رضا سے سوال کیا کہ **الْوَقْتُ الْمُعْلُومُ** سے کیا مراد ہے۔ امام نے زیارت اسے مراد روز قیام قائم علیہ السلام ہے۔

زائر المسطین ج ۱۱ دایرہ کے ذیل میں

۵۔ **وَنَرِيدُ أَنْ تَمُنَّ عَلَى الْأَذْيَاءِ اسْتَضْعَفْهُ فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلُهُمْ أَكْثَرَهُ وَنَجْعَلُهُمْ جَمِيعَ الْأَرْثَرِيْنَ۔ (قصص ۱۵)**

تعمیر: اور ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ جو لوگ روزے زین پر کمزور اور ظلم بنادیتے گئے ہیں انہیں ہم پیشواؤں اور اہمی وارثت میں قرار دیں!

ابن الی الحید معتمدی اپنی کتاب میں اس ایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ امام مہدی کے بارے میں ہے۔

شرح ابن الی الحید ج ۱ ص ۱۳۳

اوہ اس طرح کی بے شماریتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مندرجہ بالا ایات قرآن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام زادہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور جسکی شفیع اور سنی علماء و مفسرین اور محدثین نے کھل کر تائید کی ہے۔

۲۔ حدیث کی روشنی میں قصیدہ امام کا

حدیث نبوی سے مرادہ راستا کلمات جو حضرت رسول خدا کی زبان مبارک سے جاری ہوئے اور جو احادیث کی کتاب میں موجود ہیں اور رسول خدا کے بارے میں خداۓ عز وجل نے فرمایا۔

۱۔ **مَنْ يَطْلَعُ إِلَيْنَا سَرْوَلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔**

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی دناء ۸۰۔

۲۔ **وَمَا أَتَكُمُ الرَّسُولُ مُحَمَّدًا مَحْدُودًا وَمَا أَنْهِكُمْ عَنْهُ فَاتَّهُوا (حشر ۲۰)**

اور رسول تم کو جو کچھ دین وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو۔

۳۔ مقدمہ از ابن خلدودت ص ۳۶۴ -

۴۔ سیمائیک الذہب از سوییدی ص ۱۵۷ -

۵۔ غایۃ المأول ارشیخ علی ناصفہ ص ۳۸۱ م ۳۸۱ -

۶۔ عقیدۃ اہل السنۃ والاشر فی المهدی المنشطر از عبد الحسن

۷۔ لسان المیزان از ابن حجر عسقلانی ج ۵ ص ۱۳۲ -

۸۔ القول المختصر فی المهدی المنشطر از ابن هیجر هیشمی ص ۱۶۰ -

۹۔ فوائد اسماطین از حسویتی ج ۲ -

کیا یہ تمام اسلامی فرقے کے باقی جن لوگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس طرح
کے فتاویٰ دیئے کیا ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے ؟ ان تمام اساطین مذہب نے قرآن و
حدیث اور تاریخ کام طالع کرنے کے بعد یہ نیجہ اخذ کیا ہوگا۔ لہذا کیا یہ ہمارا حق نہیں
ہوتا کہ ہم تعصب کی دیواروں کو ڈھا کر براہ راست اور کھلی ہوئی انکھوں سے دیکھیں کہ حقیقت کیا
ہے۔ صرف جہالت کی بنابر و سروں پر کچڑا جھالتا صحیح نہیں۔

آخری ہم اپنی بات تمام کرتے ہوئے نیجہ اخذ کرتے ہیں کہ :

۱۔ عقیدہ ہمدیؑ ایک اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن اور حدیث دونوں میں
وجود ہے۔

عقیدہ ہمدیؑ و علمت اور علمت اہلسنت

صفحہ ۲ سے آگے

اور ہمدیؑ ہیں۔ اور ان میں سے ہمدیؑ مشہور ترین لقب ہے۔ مزید تفصیل بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کی جسمانی صفات یہ ہوں گی۔ چوڑے اور مضبوط شانے،
خوبصورت اور وجہیہ بہرہ، خوبصورت بال اور چوری پیشانی آپ کے دلکشی و نباتات
(شہزادت) اس وقت ہوئی جب آپ کاسن مبارک صرف پانچ سال تھا۔

۲۔ شیخ اکبری الدین ابن العزیز نے اپنی منزرات میں حضرت ہمدیؑ کے ظہور کے بارے
میں لکھا ہے ان کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہاں تک دینا ظلم و خور سے یہ سوچی ہوگی جا ہے
دنیا کی عمر میں صرف ایک ہی دن باقی ہو۔ وہ صرف رسولؐ اور جناب فاطمہؓ میں سے
ہوں گے۔ ان کے جد امام حسینؑ ہوں گے اور ان کے والد امام حسن عسکریؑ ہوں گے۔

ان تمام دلیلوں سے مخفراً یہ ثابت ہے کہ "عقیدہ امام ہمدیؑ" شجر عقائد کی
اہم اساس ہے۔ ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عقیدہ
کے سلسلے میں تفصیل احادیث بیان کی ہیں جس سے ہمدیؑ کا اہل بیت، عترت جناب
فاطمہؓ سے ہوتا، اولاد امام حسین اور بارہواں امام ہونا ثابت ہے۔ غریب نہ رسولؑ فدا
کے باتا گردہ دو عنینتوں کی بھی وضاحت کی ہے اور اس عقیدہ کی اہمیت اور فروروت
کو منظر رکھتے ہوئے یہ بھی بیان کر دیا کہ اس عقیدہ کا انکار کفر ہے۔ خصوصاً رسولؑ
خداؤں جو حدیث غیریت اور طول عمر کے سلسلے ہیں، بیان کی ہیں وہ ان علماء سے
خصوصی توجہ اور حواب کی طالب ہیں۔ جنہوں نے انکار ادایت سے متاثر ہو کر اس
عقیدہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔

آپیے اب حضرت ہمدیؑ سے متعلق قدیم اور موثق و معتبر مورخین کے نظریات
علوم کریں۔ تاکہ حضرت ہمدیؑ کا وجود حقیقی تام نقطہ نظر سے ثابت ہو جائے۔

مولوی حسینؒ: ۱۔ قاضی احمد الشیرین خلکان لکھتے ہیں کہ ابوالقاسم محمد بن حسن
مسکری..... جو اعتقد امامیہ کے مطابق باریوں امام ہیں۔ "الحجۃ" کے نام سے مشہور ہیں
اور ابن ارزرق نے بھی اپنی تاریخ سیاقاً قرین میں حضرت ہمدیؑ کی تاریخ و ولادت درج
کیا ہے۔

۲۔ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن الحنفیہ اپنی تاریخ "مولیید الائمه و فیاتہم" میں
حضرت ہمدیؑ علیہ السلام سے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ فواد اسیں ہیں لیکن ان کے دو اسم
ہیں۔ "الخلف" اور "محمد" وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے سر مبارک
پر ایک باول کا مکر رساۓ کیسے ہوگا اور وہ ہمان جائیں گے یہ بادل کا یہ لکڑا ان کے
سامنے ہوگا۔ اور عرض اعظم سے ایک فیض میٹھا آذان آئے گی۔ هذامہدیؑ یہ
ہمدیؑ ہیں۔

۳۔ مورخ عبد الملک عاصی مکی امام ہمدیؑ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ "محمد ہمدیؑ فرزند
حسن عسکری بن علی النقی بن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم جمعیتی
ہیں۔ ان کی ولادت بروز جمعہ ۲۵ شعبان ۲۵۷ھ میں ہوئی اور یہ سنت ولادت
صحیح ہے۔ ان کی والدہ کلام "سکون یا نہ صوس" بتایا جاتا ہے۔ ان کی کنیت "الوالقاسم"
اور القابات "الحجۃ" "الخلف الصالح" "القائم" "المنتظر" "صاحب الزمان"

عِنْتَرَةُ الْمُنْتَظَرِينَ

- (۱۶) دلے رسول ان سے کہہ دو کہ اپھا تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ لیتیاً انتظار کرتا ہوں۔ (بیانس ۱۰۲)
- (۱۷) دلے رسول تم ان سے کہہ دو تم بھی انتظار کرو ہم بھی یقیناً انتظار کرتے ہیں۔ (داغام ۱۵۹)
- اسی طرح کا مفہوم سورہ اعراف راء، سورہ ہود ۱۲۲ اور سورہ سجده ۳۰ میں بھی پایا جاتا ہے۔

حدیشوں میں :

- (۱۸) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ أَعْمَالِ الْمُتَّقِيَّ إِنْتِظَارُ الْفَرَّاجِ» میری امت کا بہترین عمل ظہور کا انتظار کرنا ہے (مشکل الائچ ۲۲۳)
- (۱۹) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ إِنْتِظَارُ الْفَرَّاجِ» بہترین عبادت ظہور کا انتظار کرنا ہے۔

ربنا بیع المودہ ص ۳۹۳، سن ترمذی ج ۵ ص ۵۶۵، ع ۳۵۷

- (۲۰) قَالَ عَلَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «أَفْضَلُ أَعْمَالِ شَيْئِنَا إِنْتِظَارُ الْفَرَّاجِ» ہمارے شیعوں کا بہترین عمل ظہور کا انتظار کرنا ہے۔

(مشکل الائچ ۲۲۳، اشابة الہبی ۲۳ ص ۴۸، یوم القیامی ص ۲۲۵، کمال الدین ص ۲۲۳)

- (۲۱) عن الحسن العسكري (۴) : «عَلَيْكَ بِالصَّبَرِ وَإِنْتِظَارِ الْفَرَّاجِ» (مشکل الائچ ۲۲۳)

جبر کرنا اور ظہور کا انتظار کرنا تم پر واحب قرار دیا گیا۔

- (۲۲) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ جَهَادِ الْمُتَّقِيَّ إِنْتِظَارُ الْفَرَّاجِ»

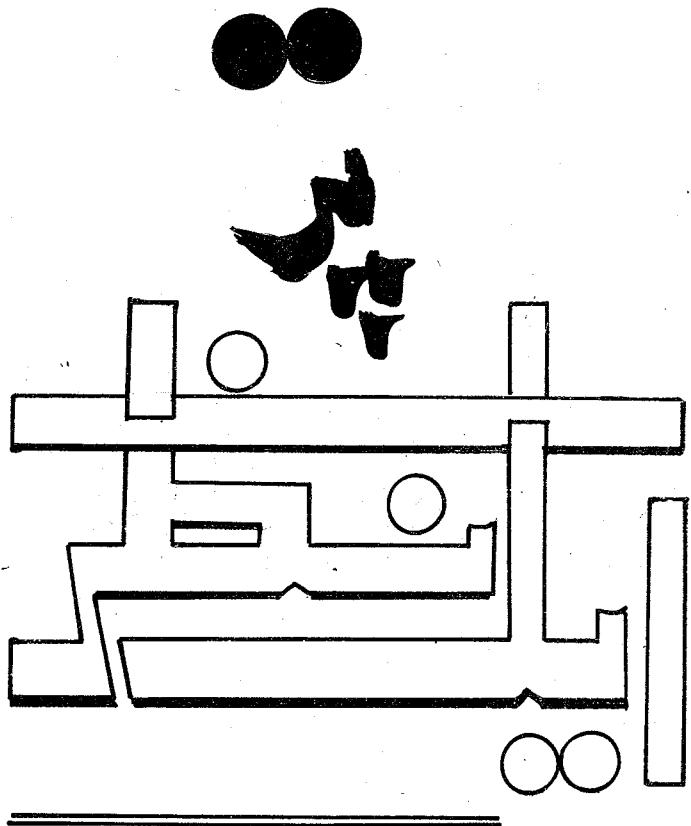
میری امت کا بہترین جہاد ظہور کا انتظار کرنا ہے (تحفۃ القویں ص ۳۳۳)

اس طرح کی بے شمار حدیثیں شیعہ اور سُنّی کتابوں میں بھری ٹڑی ہیں۔ صاحبان تحقیق اس سے بے خبر نہیں ہیں۔

کیا انتظار امام مہدی تغیری انتظار ہے؟

قرآن اور احادیث میں انتظار کی تغیری یہ تاریخی ہے کہ انتظار کا تعلق فطرت سے ہے اس لئے کہدا انسانی فطرت کے خلاف کوئی حکم نہیں دیتا۔

باقی ص ۲۴۶ پر



بنیادِ انتظار : انسان کو فطری مزوریات حاصل کرنے میں جس قدر ظاہری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی قدر اس کے دل میں امیدیں بھی بڑھ جاتی ہیں اور جب وہ اس امید کے ساتھ شرعی حدود میں رہ کر فطری مزوریات کو حاصل کرنے کی ہبتو کرتا ہے تو سی انتظار تغیری صورت میں بدل جاتا ہے۔ بخلاف اس کے اگر صرف امیدی کا کام بیٹھا ہوا اور شرعی حدود کو قرط کر جسکو کرنے لگے تو وہ تغیری انتظار یا غیر فطری انتظار کہلاتا ہے۔

انتظار کی تغیری : قرآن کی رو سے (۴) فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَسَتَرَهُ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ - (رسورہ یونس آیت ۲۰)

ترجمہ: دلے رسول تم کہہ دو گہ غیب (دان)، تو صرف خدا کے واسطے خاص ہے تم بھی انتظار کرو اور تمہارے ساتھ یقیناً میں (رجھی) انتظار کرنے والا ہوں۔

کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ سب ایک طرح کی نہیں میں ائمہ مصویں علیہما السلام نے بعض علماء کو زیادہ یقینی اور حتمی قرار دیا ہے جب کہ بعض علماء کو یقینی قرار نہیں دیا ہے حضرت امام حضر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ قام علیہ السلام کے ظہور سے پہلے پانچ یقینی علماء مخالف ہوں گی۔ ۱۔ بیانی کاظمیہ، ۲۔ سفیانی کاظمیہ، ۳۔ آسمانی آواز، ۴۔ صفا و مروہ کے درمیان، پاکیزہ فرد کا قتل، ۵۔ دکھ و مدینہ کے درمیان) بیدار نامی جگہ پر شکر سفیان کا حصہ جاتا۔ (بخاری المدار نوار المدار ۵۶/۲۰۷)۔ ایک اور روایت میں حضرت امام حضر صادق علیہ السلام نے بعض دوسری علماء کو یقینی قرار دیا ہے جیسے بیانی عاصی کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاتا۔ آسمان سے خدا تعالیٰ کاظمیہ کاظمیہ ہوتا۔ (بخاری ۵۶/۱۳۷) جبکہ دوسری علماء کے بارے میں اس طرح کی تعمیر نظر نہیں آتی ہے۔ اس طرح دو قسم کی روایتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بخوبی کالا جاست کہ ظہور کیلئے بعض علماء میں یقینی نہیں ہیں۔

۳۔ جن باتوں کی پیشگوئی کی گئی ہے کیا انہیں تبدیلی ممکن ہے؟

شیعوں کی عینیں تبلیغات کے پیش نظر اس سوال کا جواب مثبت ہے؛ اس لئے کہ شیعہ عقائد میں ایک ایم عقیدہ "بداع" ہے جس کی بنیاد قرآن آتیں ہیں جو تذکرہ برداں اہل سنت اہل بیت علیہم السلام کی نعمت سے محفوظ ہیں اس باپر وہ اس طرح کی آئیوں کے حقیقی مفہوم سے دور ہیں اور اس تحریکیت کی بنیاد پر یہ عقیدہ ان کے عقائد میں شامل ہیں ہے۔ اس عقیدہ کی روشنی میں وہ تمام مسائل اور واقعات و خواصات جو ایمی رونما ہیں ہوئے ہیں۔ ان میں تبدیلی کا امکان ہے۔ جیسے رزق، غیر، عترت، ذلت، قحط، زلزلہ، ہلک یا ریاں، انقلاب، بیگان فتنہ۔۔۔۔۔۔ یہ ساری باتیں تبدیل بھی ہو سکتی ہیں اور ان میں کسی اور زیادتی بھی ہو سکتی ہے۔ قضا و قدر کے تبدیل ہو جانے اور بداؤ کی ہبڑی منشاء جناب یوسفی کی قوم پر نازل ہونے والے عذاب کے۔ قرآن کریم نے و مختلف جگہوں پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان لوگوں پر غذاب لکھا جا چکا تھا اور اسی نیا پر جناب یوسفی قوم سے دادر چلے گئے تھے لیکن جب قوم والوں نے اپنی روش بکاری تبدیل کر دی، کفر و سرکشی کے بجائے توبہ واستغفار کرنے لگے اور خدا کی بارگاہ میں صدق دل سے گردگرانے لگے تو انے والا عذاب مل گیا۔ (سورہ یوسف آیت ۹۸)

پرانی شیعہ عقائد کا ایک ایم عقیدہ ہے ایک طرف جہاں خدا کو مختار کی اور فعال ممایش ایجاد کرتا ہے وہاں جبکہ اور اٹلیں تقدیر کی تا بیکوں کو بھی دو کرتا ہے اس بنا پر دل کی دنیا سے مالیوں کے لگتے بارلوں کو دور کر دیتا ہے اور واضع کر دیتا ہے کہ حالات خراب ہو جانے کے بعد بھی اس کے ہاتھوں سے نکلے ہیں میں اور اچھے ہونے کی صورت میں

حضرت ولی عصر امام مهدی علیہ السلام کے تعلق سے ایسی متعدد روایتیں ہیں جن میں حضرت کے ظہور کی علماء کا تذکرہ کیا گی ہے عظیم الشان اور بلند پایہ حدث جناب شیخ صدوق اور علامہ مجلسی علیہم الرحمہ نے ان روایتوں کو علامت ظہور کے باب میں ذکر کیا ہے۔ یہاں ہم علماء کی بجزیات کے بارے میں بحث تہیں کریں گے بلکہ علماء کے بارے میں علمی اور کلی بحث کریں گے۔

۱۔ علامت ظہور کی اہمیت : تمام مسلمان اور خاص کر شیعہ ایک مدت سے حضرت امام مهدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ایک ستم حقیقت ہے کہ قیامت کی طرح حضرت کے ظہور کا کوئی خاص وقت میں نہیں ہے اور اس کا علم خدا کی ذات سے مخصوص ہے اس بنا پر ظہور کے وقت کی پہچان کے لئے ساری توجیمات علماء پر رکوز ہے۔ علماء کا تجزیہ اور تخلیل ہمارا یقین کی تشخص ایک ایم موضع ہے اور ان علماء کو حضرت کے ظہور کے نزدیک ہونے کا قرینہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ شروع ہی سے علماء کی بحث خاص اہمیت کی حامل رہی ہے۔ اس بنا پر علماء کی بحث حضرت مهدی علیہ السلام کے غیر ممین ظہور کے قریبی زمانے کو تشخص دیتے ہاں ایک ایم ذریعہ ہے۔

۲۔ وطراح کی علماء میں : اہل بیت علیہم السلام کی روایتوں میں جن علماء

مشکلات کی کوئی انتہا بھی ہے تاکہ ہم لوگوں کو کچھ سکون دارام لے۔ ہ فرمایا۔ ”بائ“ یکن تم لوگوں نے اس دراز کو فاش کر دیا ہے جس کی بناء پر خدا نے اس میں تاخیر کر دی ہے (بخار ۵۲ / ۱۰۵)

اس کی توضیح یہ ہے کہ آئندہ معصومین علیہم السلام بعض وقت جزوی ظہور رہا جان یا وہ انتظام سے رہا اُن کلی ظہور کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے کی خردیت تھے اس کے لئے وقت میں کرتے تھے لیکن بعض کم ظرفیت شیعہ اس راز کو ڈشون سے بیان کر دیتے تھے خلافہ دعا مکان کی یہ ترکت پسند نہیں آئی اور اس نے ظہور میں تاخیر کر دی۔

ایک دوسری روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اُن اُندازہ اُندر تین اس بات (مشکلات سے نجات) میں دو مرتبہ تاخیر ہوئی ہے۔ (بخار ۵۲ / ۱۱) اُدیک دوسری روایت میں تین مرتبہ تاخیر کا ذکر ہے۔ (بخار ۷۸ / ۲۹۱ - ۲۸۹)

خود حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مندرجہ ذیل توقع کو تسلیم دیں کہ طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ توقع پر غفران کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ظہور کے وقت میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ توقع کے الفاظ یہ ہیں۔ فَإِذَا رَأَوْا الْمُغْفِلَ إِذْ تَجْعَلُ الْفَرَجَ فَإِنْ ذَلِكَ فَرَجُونُمْ۔ ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرو اس میں تکراری بھالا ہی ہے اور مشکلات کے دور ہونے کا سامان ہے (بخار ۵۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ جب نبی اسرائیل پر عذاب کافی طولانی ہو گیا تو ان لوگوں نے چالیس دن تک برادر خدا کی بارگاہ میں گرفی زار کی، تو بہ واستغفار کیا اور عذاب کے طرف ہونے کے لئے خوب گڑا گڑا کرو دیا ہیں مانگیں۔ اس وقت خلافہ دعا مکان نے جناب موسیٰؑ اور بارون کی طرف وحی کی کہ ان لوگوں کو فرعون کے عذاب سے نجات دلا اُس طرح خدا نے۔ اسال عذاب میں تخفیف کر دی اس طرح ان کو مشکلات سے جلدی نجات عطا کر دی۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ هَلَكَنَا أَنْشَمْ نَيَّعَلَمُ لِفَرَجِ اللَّهِ عَلَيْهِ فَلَمَّا دَأَمَ تَكَوَّلَ الْأَنْدَلَنَ الْأَمْرِيَّنَيِّيَّ إِلَى مُشَشَّاهَ۔ (تفسیر عیاشی نہ ۱۵۴)

تم بھی اسی طرف ہو۔ اگر تم بھی اسی طرح اہتمام کرو خدا کی بارگاہ میں نبی اسرائیل کی طرح نالہ و فریاد بیان کرو تو خدا ہماری مشکلات کو سلیمانی دو کر دے گا لیکن اگر تم لوگوں نے اس طرح نہیں کیا تو خدا اس کو اس کی انتہا تک لے جائے گا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا تعلق بارے اعمال سے بھی ہے اگر ہم دعا کریں اور اس راہ میں سعدی دل کے ساتھ خلوص نہ کرے ساتھ خدا کی بارگاہ میں گرا گراؤں۔ اپنی زندگی میں نہایاں تبدیلی لائیں لگا ہوں سے دوری، اطاعت پر در دگار سے نزدیک اختیار کریں تو حضرت کے ظہور میں تعجیل ہو سکتی ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ خود ظہور میں براہ بوسکتا ہے تو پھر ان علماتوں میں تدوین تبدیلی واقع ہو سکتی ہے جو زمانہ ظہور کے حالات و اتفاقات بیان کرتی ہیں۔

۶۔ کیا خود ظہور میں تبدیلی ہو سکتی ہے؟ : بسا اور تبدیلی کا تعلق صرف میں اور مقدر شدہ چیزوں سے ہے۔ خدا کے وعدہ میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ہے۔ خلافہ دعا مکان نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔ اُنَّ اللَّهَ لَا يَكْلُفُ أَنْسَاعَةً بَلْ تَكَ خَدَاؤَدَهُ خَلَقَنِي مَنِ كَتَبَهُ۔ اہل بیت علیہم السلام کی روایتوں کی

پوری طرح اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات بالکل واضح رہے کہ براء کامطلب خدا کی شرمندگی نہیں ہے کہ خدا نے پہلے جو فیصلہ کیا تھا اس پر شرمند ہے اور اب اس کو بدل رہا ہے۔ اس طرح یہ تبدیلی جہالت کی بناء پر بھی نہیں ہے کہ پہلے اس کو صحیح علم نہیں تھا بعد میں علم والقابل دیا۔ اس بناء پر بیداء کا تعلق خداوند عالم کے ذاتی علم یا خزانہ عین سے نہیں ہے۔ بلکہ انہی معموقیت علیہم السلام کی روایات کی بناء پر بیداء کا تعلق ”روح علم الكتاب“ سے ہے جو علم غیب کا ایک مستقل خزانہ ہے اور اس ای خزانے سے ملائکہ، انبیاء، رسیلين اور آئمہ علیہم السلام کو علم غیب عطا کیا جاتا ہے۔ روایات کی بناء پر لوح علم الكتاب میں قضا و قدر کی تبدیلی کا تذکرہ نہیں ہے۔ ہمی وجہ ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام لوح علم الكتاب کو دیکھنے کے بعد اپنی قوم سے دو دلے لگتے تھے اور جب واپس آئے تو وہ دیکھ کر کافی تجھب ہوا کہ قوم پر عذاب نازل نہیں ہو لے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمحے میں عذاب کا تذکرہ تھا لیکن اس کی تبدیلی کا ذکر نہیں تھا اور اسی تبدیلی کو دیکھ کر جناب یوسف کو تجھب ہوا۔ آئندہ معصومین علیہم السلام کو وہ علم غیب عطا کیا گیا ہے وہ اسی ”روح علم الكتاب“ سے عطا کیا گیا ہے۔ اس روشنی میں اس لوح میں جو علامتیں ذکر کی گئی ہیں وہ آئندہ معصومین علیہم السلام نے بیان کر دی ہیں اور جو انکا اس لوح میں علماتوں کی تبدیلی کا ذکر نہیں ہے ہم اُنہاںکے علیہم السلام نے بیان بھی نہیں کی ہیں لیکن عقیدہ براء کی بناء پر ان علماتوں میں تبدیلی کا انکا ہے۔

۳۔ کیا علامتیں تبدیل ہو سکتی ہیں؟ : یہ بہت ہی مشکل اور علمی بحث ہے۔ اس سلسلے میں عظیم علماء کے مختلف نظریات ہیں۔ عالیقدار محدث میرزا حسین لوزی صاحب کتاب مسدرک الوسائل کا نظریہ یہ ہے کہ بقیہ ساری بالتوں کی طرح ان علماتوں میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ (بجم الثاقب یا ۱۱) بزرگ مرتبہ عالم آیت سید علی نقشبندی اصفہانی صاحب کتاب ”مکیان المکارم“ کا نظریہ اس کے بخلاف ہے۔ وہ ان علماتوں میں تبدیلی کے قائل نہیں ہیں۔ (مکیان المکارم ۱۱)

اس مضمون کی آئندہ بحثوں سے یہ بات واضح ہو جائے گی محدث لوزی علیہ الرحمہ کا نظریہ زیادہ صحیح ہے اور اس ترجیح کی وجہ بہت زیادہ مشکل اور دشوار نہیں ہے۔ کیونکہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ ہمارے آئندہ معصومین علیہم السلام نے دو طرح کی علماتوں کا تذکرہ کیا ہے اور کچھ علماتوں کو یقینی قرار دیا ہے تو اس کامطلبہ ہمیہ تھا کہ کوئی شخصی علماتیں بھی موجود ہیں اگر بعض غیر یقینی علماتیں نہ ہوں تو صرف بعض علماتوں کو یقینی قرار دینے کا کوئی ناکہ نہیں تھا اور اس کامطلبہ ہمیہ تھے کہ علماتوں میں تبدیل ہو سکتی ہے لیکن اس میں بذریعہ واقع ہو سکتا ہے۔ کم از کم غیر یقینی علماتوں میں تو تبدیلی ہو سکتی ہے۔ دیگر آئندہ کی نہیں سے یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ یقینی علماتوں میں بھی بدرا واقع ہو سکتا ہے۔

۴۔ کیا حضرت مہدی علیہ السلام کے وقت ظہور میں تبدیل ناممکن ہے؟

علماتوں میں تبدیلی کے لئے ان روایتوں کو دیں کہ طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، جن میں ظہور میں تعجیل یا تاخیر کا تذکرہ ہے ظہور کی علماتیں زمانہ ظہور کی خصوصیات کو بیان کرتی ہیں۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ تزویہ ظہور میں براہ بوسکتا ہے اور اس میں تعجیل یا تاخیر ہو سکتی ہے تو پھر علماتوں میں بذریعہ اولیٰ بذریعہ واقع ہو سکتا ہے۔ ظہور میں بذریعہ ہونے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل روایتوں کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے حضرت سادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ”کیا ان

اور فیصلہ ہیں جو لوح علم الکتاب میں تحریر ہیں۔ لیکن اس کا مرطلاب ہرگز نہ ہیں کہ ان علامتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دینا چاہیے۔ (اس طرح کے خیالات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، بلکہ جیسا امام علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اگر کل ردنگا ہونے والے کسی واقعہ کی خودی کئی اور وہ واقعہ روشن نہیں ہوا تو تم کو تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ اور امام کی باتوں پر اعتماد و اعتماد کم نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ حقیقت کو دریافت کرنا چاہیے کہ یہ واقعہ ان واقعات میں ہو گا جن میں یدار واقع ہو سکتا ہے اس بنا پر حقیقی نومن وہی ہے جو بداع پر ایمان رکھتا ہے۔ یقینی اور غیر یقینی۔ بدآن اور غیر بدآن واقعات اس کے ایمان و ایقان پر اثرا نداز نہیں ہوتے ہیں یا تو ان میں اس طرح کی باتیں ملتی ہیں کہ اگر تم نے کسی بات کی پیشش کوئی کی اور بعد میں وہ بات ہو ہو واقع نہیں ہوئی تو اس کا انکار نہ کرو (جہل کی نسبت نہ دو) ہلکہ کہو خدا نے پس فرمایا ہے۔ (یقینی یہ پیشش کوئی ابتدائی فیصلہ کی بنا پر تھی۔ اگر اس طرح کہو گے تو وہ اپر طے کا رکاوی ج اس ۲۴۹)

اگر کوئی روایات کی بنیاد پر یہ عقیدہ رکھتا ہے (جو چیزیں خدا کا دعوہ نہیں ہیں ان میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ لوح علم الکتاب میں ابتدائی فیصلہ درج ہیں) تو اس بات سے ہرگز تعجب نہیں ہو گا اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ان علامتوں سے پہلے ہو جائے اس لئے کہ وہ امام کا منتظر ہے علامتوں کا نہیں۔ وہ علامتوں سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کو دیکھ کر ہرگز ان کا انکار نہیں کرے گا۔

۹۔ علامتوں کا مقصد کیا ہے؟

علامتوں کی بحث کا ایک اہم فائدہ شیعوں کے دلوں میں شیع امیر و شیخ رکھنا، قلب مضطرب کو اطمینان عطا کرنا مایوسیوں سے بخات دلانا۔ انکار سے محظوظ رکھنا ہے، یعنیک حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ اس معنوں کی ابتداء میں یہ تذکرہ ہو چکا ہے کہ ظہور کے تعلق سے لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ صرف علامتوں میں کسی ایک علامت کے میں روشن ہونے سے دل مروہ میں جان پڑ جاتی ہے۔ عقیدہ ظہور اور زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ انتظار کی لپک بڑھاتی ہے۔ حضرت امام موتی کاظم علیہ السلام کے عظیم صحابی علی بن یقظین کے باپ "یقظین" یعنی عباس کے طقداروں میں تھے۔ اور ان کے فرزند علی اہل بیت علیم اسلام کے خالص شیعہ تھے۔ جن کی جفت کی ضمانت خود امام نے لی تھی۔ ایک دن یقظین نے اپنے فرزند علی سے مذاقہ کیا۔ کامائن قیل لٹائیں کان و قیل کنم فلم بکن۔ پیغمبر نے ہمارے پارے میں (بنی عباس کی حکومت ہو گی) جو کچھ فرمایا تھا وہ تو سب ہو گیا لیکن تمہارے پارے میں (حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور) اور مصائب سے شیعوں کی بخات) جو کچھ فرمایا تھا وہ ابھی تک نہیں ہوا ہے؟ علی بن یقظین نے جواب دیا۔ ہمارے تمہارے پارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا سرچشمہ ایک ہے (لوح علم الکتاب)۔ فرق یہ ہے کہ تمہارا وقت اپنے سچا اور تم سے جو دعوہ کیا گیا وہ پورا کر دیا گیا۔ لیکن ہمارے وعدہ کا وقت ابھی نہیں آیا ہے ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ بات دو تین سو سال کے بعد روشن ہو گی۔ تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے اور عام لوگ دین سے خارج ہو جاتے۔ (حضرت مہدیؑ کا انکار کر دیتے) اس بنا پر کہا گیا کہ ظہور جلد ہو گا اور کامیابیاں کس قدر نہ دیکھیں میں تاکہ دل ہمہرے رہیں اور لوگ ہر دم انتظار کرتے رہیں (غیرت لفافی ص ۱۵۸)

روشنی میں اب تک بوجبات بیان کی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ ظہور کے زمانے میں تعمیل یا تاخیر ہو سکتی ہے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں کوئی بھی تبدیلی اور بدائع واقع نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور خدا کا وعدہ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی بزرگ نہیں ہو سکتی ہے۔ خداوند عالم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَقَدْ أَنْذَلَ اللَّهُ الْأَنْذِلَ إِلَيْهِ أَمْوَالَكُمْ وَعَمَلَوْا لِعَمَالَاتِ يَسْتَحْلِفُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَيَكُنْ عَلَيْهِمْ دِيَمْ دِيَمُ الَّذِي أَرْضَنِي لَهُمْ وَعَسِيدَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ تَقْرِيمِهِمْ خَلَقَ لَهُمْ مِنْ مَوْلَانَهُمْ مَوْلَانَ الْأَنْذِلِ إِنَّمَا يَعْمَلُونَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سوہنور) خدا نے مون اور نیکو کا رافد سے یہ وعدہ کیا ہے کہ روکے تین پر ان کو اپنا خلیفہ قرار دے گا اور اپنے پسندیدہ دین کے لئے ان کو قوریت و امکانات عطا کرے گا، ان کے خوف دہر اس کو امن و امان میں تبدیل کر دے گا۔ اور خداوند عالم کمچی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سے عرض کیا جائے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور خدا کا وعدہ ہے۔ اور خداوند خلافی نہیں کرتا ہے، (دیوار ۵۶/۷۵)

کیا اللہ تعالیٰ علامتوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے؟

یقینی علامتوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے؟

ان علامتوں کو کہا جاتا ہے جن سے خدا کا ارادہ متعلق ہو چکا ہے خصوصیات کو بیان کر دیا گیا ہے۔ حکم خدا (قصدا) اس سے متعلق ہو چکا ہے۔ اور جو علامتوں ان مراحل سے دگری ہوں۔ یقینی کہا جاتا ہے۔ جیسے خدا نے ارادہ تو کیا ہے لیکن ایسی اس کا حکم نہیں دیا ہے۔ ساری خصوصیات بیان کر دی گئی ہیں لیکن فیصلہ صادر نہیں کیا گیا ہے۔ اس بنا پر بیان کا نہ ہو، سبق اسی کا تحریخ، لشکر کا حصہ جانا، پاکزہ فرد کا قتل کیا جانا، اور آسمانی اواز وہ علامتوں میں جوان مراحل سے گزر چکی ہیں اور یقینی ہی جاتی ہیں۔

اس بنا پر علامتوں کے یقینی اور غیر یقینی ہونے کا میعاد انجام پانا یا انجام نہ پانی ہے بلکہ یقینی اور غیر یقینی علامتوں جب تک خارجی دنیا میں وجود میں نہ ہے اس وقت تک وہ بدلے کے واپس سے خارج نہیں ہیں۔ اور اس کا حافظہ سے ان دلوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے سامنے سبق اسی کے تحریخ کا تذکرہ ہر اک روایت میں اس کے خروج کو یقینی قرار دیا گیکے۔ اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا! کیا ان یقینی علامتوں میں بھی تبدیلی ہو سکتا ہے۔ فرمایا! ۔۔۔ (دیوار ۵۷/۲۵۰-۲۵۱)

اس بیان کی روشنی میں یقینی اور غیر یقینی علامتوں میں بدلے کے لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں ہے البتہ غیر یقینی علامتوں میں بدلے کے امکانات زیادہ ہیں۔

۸۔ علامتوں میں بدائع کا کیا مفہوم ہے؟

یہ بات اس مضمون کی تیسری فصل میں بیان کر کچے ہیں کہ بدائع مسلمتوں کی بنا پر میں بات کو بدلنے اور نئی بات تحریر کرنے سے عبارت ہے ابیاء اور آئمہ معصویین علیہم السلام کے علم کا تعلق لوح علم الکتاب سے ہے جس میں ابتدائی خصوصیات اور فیصلے تحریر دیے جاتے ہیں اور بعض خاص مسلمتوں کی بنا پر ان ابتدائی فیصلوں یا خصوصیات میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ آئمہ معصویین علیہم السلام نے جو آئندہ روشن ہوئے والے واقعات اور حدادتات بیان فرماتے ہیں جن میں ظہور کی علامتوں بھی شامل ہیں وہ وہی ابتدائی خصوصیات

میں۔ اور روایتوں میں امام کے انتظار پر زور دیا گیا ہے علامتوں کے انتظار پر نہیں۔

اس بنابر طہور کی علمائیں ایمان کی حفاظت، عقائد کی پختگی، انتظار میں سجدگی کا فرع یہ ہے۔

۱۲۔ ظہور کا انتظار۔ علامتوں کا نہیں : گذشتہ بیانات سے یہ بات بالکل صاف اور روشن ہو گئی کہم لوگوں کو حضرت امام ہمدردی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرتا چاہیے اور صرف علامتوں کا انتظار نہیں۔ اور علامتوں سے پہلے حضرت کے ظہور کو ناگفکن ہنسیں سمجھنا چاہیے ظہور کی اصل اور بنیادی شرط خداوند عالم کی مشیت اور رازدار ہے۔ اب تک ظہور نہ ہونے کا مطلب ہے کہ خداوند عالم نے ابھی حکم ہنسیں جیا ہے۔ یہی وہ جگہ جماں حقیقی انتظار کرنے والے رات دن کی آہ و غفار، گلیہ وزاری، دعا و استغفار کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں خدا کے حصوں میں حکم ظہور میں تجھیل کی درخواست کر سکتے ہیں۔ خدا کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ ”اگر قدر چاہے تو ہر علامتوں سے پہلے ظہور کا حکم دے سکتا ہے۔ وہ حکم ظہور میں علامتوں اور مرقدات کا پابند نہیں ہے۔ وہ علامتوں کو تبدیل کر سکتا ہے اور ظہور کا قوری حکم دے سکتا ہے ”اس کے لئے ہر روز نجاشان اور انداز ہے۔ اس بنا پر یہ کو ظہور امام کا انتظار کرتا چاہیے علامتوں کا نہیں۔

باریں میں بحق الحسین اشقم صدر الحسین بن ظہور الجلت۔ اے حسین کے پردوہ گا حسین کے حرمی قسم، حضرت جنت کے ظہور سے تلبی حسینی کو سکون عطا فرا۔

بغیث کے بڑے

(صفحہ ۱۵ سے آگئے)

(۱) قال الصادق ر، إن الارمن لا تخلو الا وفيها امام كيما ن زاد المؤمنون شيئاً رأى هم و إن نقصوا شيئاً أتته ملهمه (اصول کافی اہر اور پیر کا خواہ)

بے شک زین کبھی امام سے خالی نہ ہوگی اگر مومنین دین میں کمی چیزیں زیادتی کریں تو وہ اسے رد کر دیں گے اور اگر وہ کچھ کم کریں گے تو اب اُسے ان کے لئے پورا کر دیں گے۔

ذکر وہ دلنوں حمدیوں سے درج ذیل ذمہ داریاں اخذ کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ امام کی ذمہ داری ہے محور بن کر کائنات میں رہنا۔

۲۔ لوگوں کو حرام و حلال سے واقف کرنا۔

۳۔ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینا۔

۴۔ لوگ دین میں جو تحریک اور کمی و زیادتی کرتے ہیں اس کی اصلاح فرمانا، اور دین کو ادیام و توبہات سے محفوظ رکھنا۔

اللَّهُمَّ كَمَا جَعَلْتَ قِبْلَيْ بِذِكْرِهِ مَعْسُورًا فَاجْعَلْ سِلَاحِي
مُسْتُورًا مُسْتَهْوِرًا۔

بار الہی! جس طرح تو نے میرے دل میں ان کی یاد کو جگہ دی لپس اسی طرح
میرے اسلئے کوئی نہ سرت میں آزمائے کی تو بقیت عطا کر۔

۱۰۔ گفتگو کا نتیجہ : گذشتہ بحث سے یہ نتائج نکالے جا سکتے ہیں۔

۱۔ ظہور کی بقیتی اور غیر بقیتی علمائیں بقیدہ دوسرا باتوں کی طرح تبدیل ہو سکتی ہیں
۲۔ تبدیل کا مقہوم خدا کے علم میں تبدیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ تبدیلی لوح علم الکتاب کے
ابتدائی فصلوں میں ہے۔ ورنہ خدا کوہ بات کا پہلے ہی سے علم ہے اور اس کے علمیں کوئی
تبدیل نہیں ہوئے ہے۔

۳۔ ابیاء اور آئینہ علیہم السلام کا علم لوح علم الکتاب سے متعلق ہے۔ اس کی بنیاد
پر غیب کی خبریں دی جاتی ہیں اور اس لوح میں تبدیل ہونے والے احکام و واقعات کا
ذکر نہیں ہے۔

۴۔ اہلیہ بیرون کی ہر ایک بات پر مکمل ایمان و بقین رکھنا چاہیے۔ اگر ہمیں
پیش گوئی کے مطابق واقعات رعنائی نہیں ہوئے تو اس کا تعلق الہی رسروں سے ہے
یہ بلکہ لوح کی تبدیلی سے ہے۔

۵۔ حضرت امام ہمدردی علیہ السلام کے وقت ظہور میں تجھیل یا تاخیر ہو سکتی ہے اس
بنابرہ ماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی دن بات کی بے پناہ دعاوں اور پاکبزہ اعمال کے
ذریعہ حضرت کے ظہور میں تجھیل کے اسباب فراہم کریں۔ اور ظہور کے قریب الوقوع بلکہ
سرخ الورق ہونے کے دعاویں کریں۔

۶۔ بدلاً صرف ان بالوں میں واقع ہوتا ہے جس کا خلاف عالم۔ نے وعدہ نہیں کیا
ہے۔ خداوند عالم نے ظہور کا وعدہ کیا ہے وقت ظہور کا نہیں۔

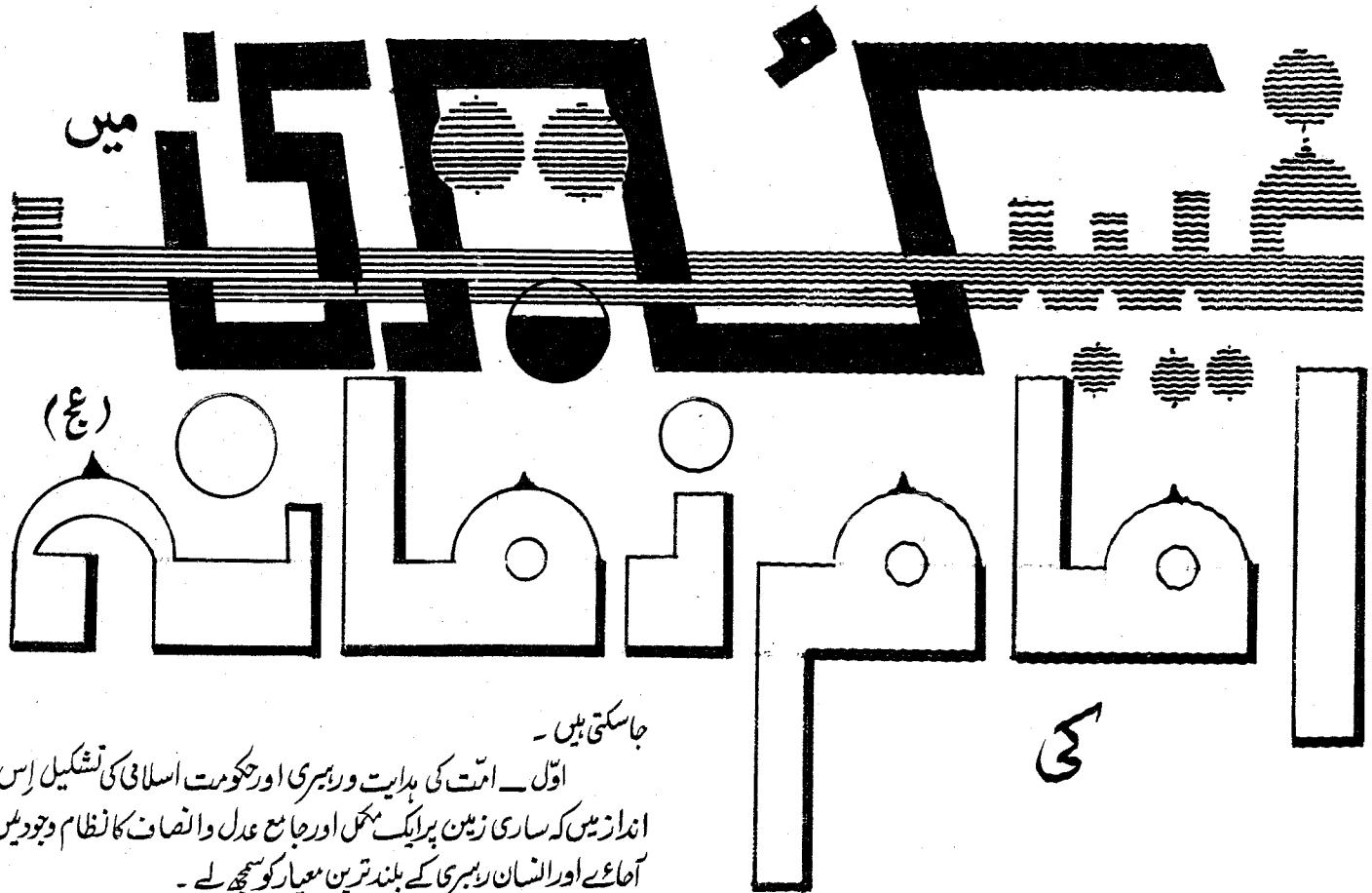
۷۔ ظہور کی علمائیں۔ ایمان کی حفاظت، عقائد کی پختگی، اعمال کی پاکیزگی، اخلاق
کی درستگی، ... میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۱۱۔ منتظرین پر اس سیکھ کا کیا اثر ہے؟ : روایتوں میں ہر صبح و
شام انتظار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (دیکار ۹۵/۱۳۵) اور اس وقت ہو سکتا
ہے جب ہم علامتوں میں بدلوں کے قائل ہوں۔ کیونکہ :

۱۔ اگر ان علامتوں میں تبدیلی ناگفکن ہے تو انسان ہر وقت انتظار نہیں کر سکتا
بلکہ اسی وقت انتظار کر گلی جیب علمائیں رونما ہو جائیں گی۔ کیونکہ اس صورت میں یہ خالی اسکتا
ہے جب ابھی علمائیں رونما نہیں ہوئی ہیں تو پھر ظہور کا کیا سوال؟ لیکن روایتوں میں
خیال کی تائید نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ عقیدہ کہ علامتوں میں تبدیلی نکلنے ہے اب انسان
ہر وقت ہر صبح و شام انتظار کرے گا اور ہر وقت اپنے کو آمادہ اور تیار رکھے گا۔

۲۔ وہ شخص جو علامتوں میں تبدیلی کا قائل نہیں ہے وہ ہر وقت اپنے کو منتظر قرار
نہیں دے سکتا ہے کیونکہ علامتوں کے ناقابل تبدیل ہونے کی صورت میں محترم و پاکیزہ
فرد۔ (نفس زکیہ) کے قتل اور حضرت کے ظہور میں ۵ دن فاصلہ ہے۔ (دیکار ۳۰۲/۵۲)
تو اس صورت میں جب ابھی نفس زکیہ کا قتل نہیں ہوا ہے تو پھر ظہور کا فی الحال
انتظار کرنا کوئی مفہوم نہیں رکھتا ہے۔ جیکہ ہر وقت انتظار کرنے کی تائید کی کجی ہے
اور انتظار کو ہم تین عمل قرار دیا گیا ہے۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب علامتوں میں
تبدیلی کا امکان ہو۔

۳۔ وہ شخص جو علامتوں میں تبدیلی کے امکان کا قائل نہیں ہے اور ظہور کو
علامتوں کے بعد ہی جاتا ہے۔ وہ علامتوں کا انتظار پہلے کر رہا ہے۔ امام کا انتظار بعد



جاسکتی ہیں۔

اول۔ امت کی ہدایت و رہبری اور حکومت اسلامی کی تشکیل اس انداز میں کہ ساری زمین پر ایک مکن اور جامع عدل والنصاف کا نظام وجود میں آجائے اور انسان رہبری کے بلند ترین معیار کو سمجھ لے۔

دوم۔ اسلام کی دعوت، اس انداز میں کہ فوج چالات میں ڈوبے ہوئے سماع کو اسلام کی طرف مائل کر دے۔ چاہے اس کے لئے آپ کو جنگ کا سہارا لینا پڑے یا صلح و مفاہمت یا کسی اور طریقے کو اختیار کرنا پڑے۔

تیسرا۔ اسلامی معاشرے کی حفاظت و نگهداری وقت آنے پر اپنی جان حال کے ذریعہ ایسے حالات میں جب کہ لوگ اسلام کی بے حرمتی کریں۔

چوتھے۔ اسلامی معاشرے کی حفاظت ایسے حالات میں جب لوگ بدآخلاقی اور ہوا و ہوس اور جنی و شہوانی قولوں کے ذریعہ ہو جائیں تو امام اپنے خصوصی طور و طریق اور انداز سے امر بالمعروف اور نهى اور نکر کی تعلیمات کو فروغ دے۔

تجھے۔ مذکورہ چاروں ذمہ داریاں پورے طور پر ہر زمانے میں ہر مقام پر امام پر امت کی فلاح و تہذیب اور ہدایت کے لئے واجب ہو جاتی ہیں نیز امت نے بھی یہ واجب ہے کہ امام کی آواز پر بلیک کہہ کر ضرورت پڑنے پر اپنی جان قربان کر دے۔

پانچوں۔ یہ ذمہ داری خصوصی حالات میں انجام دی جاسکتی ہے جب امام مذکورہ چاروں ذمہ داریوں کو کسی خاص وحہ سے انجام نہ دے سکتے ہوں مثلاً یہ کہ امام کو معاشرے نے کنارہ کشی پر محور کر دیا گیا ہو اور ان پر کڑی نگاریں ہونے لگیں ہوں اور ان کی اجتماعی و سیاسی ایسی ایک زندگی کو تونگ کر دیا گیا ہو جیسا کہ تاریخ گواہ ہے ہمارے آئندھنے سخت حالات میں زندگیاں کڈھاری ہیں، تو ایسی صورت میں معاشرے سے رابطہ قائم رکھنے کے اور اسلامی معاشرے کی بقا کے لئے اپنے خاص دوستوں اور شیعوں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کو جاری رکھے۔ ہاں، الگ انکان میں ہو اور کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو تو اسلامی تعلیمات کو دیکھ بینے پر اہمیں خاص

ذمہ داریاں

لیئے عنوان کے اعتبار سے یہ ایک بجیب موضوع معلوم ہوتا ہے بلکہ ہر سماں پسند کے بغیر خصوصات اس عنوان کو معموبہ قرار دیں اس لئے کہ تج تک ہم نے غائب کریا میں شیعوں کی ذمہ داریوں کے عنوان سے مختلف کتابوں اور رسالوں میں متفاہن پڑھے ہیں اور علماء و فوکرین کے ذریعہ مجلس و میرے شیعوں کی متعدد ذمہ داریوں کا تذکرہ سننا ہے۔ البتہ مذکورہ عنوان نہ ذمہ داریوں کی زبانی عام طریقے سے سنا گیا نہ ہی اردو رسالوں اور کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا گیا لیکن یہ عنوان کوئی نیا عنوان نہیں ہے بلکہ معتبر شیعہ کتب میں اس عنوان پر سیراصل بحث پائی جاتی ہے۔ ہاں! اس عنوان پر براہ راست بحث نہ کرتے ہوئے "زنانہ غائب" میں امام کے وجود کے "فائائد" کے ذیل میں امام کی ذمہ داریوں کا بھی تذکرہ پوچھتا ہے۔ عنوان کے سلسلے میں کوئی غلط نہیں نہ ہو اسی لئے مقدمہ پر چند سطریں بھی لکھی ہیں، اب ہم ایسے اصل موضوع میں وارد ہوتے ہیں۔

غائب کریا میں امام مہدیؑ کی ذمہ داریاں کی طور پر آپؑ کے ظہور کے وقت ایسی صورت میں جب کوئی بات مانع نہ ہو تو چند حصوں میں تقسیم کی

درستوں کے ذریعہ تمام اسلامی ممالک تک پہنچا دے۔

چھٹے مظلوموں، مصیبت زدہ لوگوں اور بلاوں میں گرفتار لوگوں کو مدد کوہ ہونچنا۔

هر مسلمان کا فرض ۔ چھٹی ذمہ داری صرف امام کے لئے مخصوص ہنہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پر وابسی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک شخص اس طرح کی مدد کر دے تو دوسروں پر اس کا وجوہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اسلام نے مظلوموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد اور داد رشی کی بڑی تکمیل کی ہے شیعوں کے لئے یہ ذمہ داری دوسروں کی پہلیت کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے اس لئے کہ پیغمبر اسلام اور ہمارے آئندہ نے علی طور پر اس کا درس ہمیں دیا ہے۔

استجان یعنی کے بعد ہمیں اس امر سے بھی واقفیت ہو گئی کہ حضرت بقیۃ اللہ العظیم ارواحنا فداہ پریساری فدمداریاں پہلے مرحلہ میں واجہ ہیں اور امکان کی سورت میں اس پر عمل کرنا چاہیے اور جو حکیمی مصلحت کی بتا پر امکان پذیر نہ ہو لے ترک کرنا چاہیے۔ ہمارے دیگر آئندہ نے بھی یہی کیا ہے یعنی جو امکان پذیر تھا اسے انجام دیا اور جسے صاحب ترک کرنا چاہیے تھا ترک فرازیا۔

لیکن امام محمدؑ انبیاءؑ اور آئندہ کے وارث ہیں انہیں خدا کے وعدے کو پورا کرنا ہے یعنی روئے زمین پر حکومت الہیہ قائم کرنا ہے۔ خدا نے جس چیز کا منصوبہ بینا یا اس کا عمل میں آتا واجب ہے۔ خدا نے قانون الہی منصوبہ ہر چیز پر مقدم ہے اور جس چیز کے ذریعہ خدا اپنے وعدے کو پورا کرے چاہے وہ مجبود ہو یا موجود ہو لیکن وہ دن جس روز اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا وہ حمزہ را کرے گا البتہ وہ دن کب آئے گا یہ نہ ہمیں معلوم ہے نہ ہی کسی اور کو۔

روایات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ظہور کے وقت کی اطاعت سولے خدا کے کمی کوہنیں ۔ ”امام کی ذمہ داری غیبتِ تبری میں جس کے ساتھ وقتِ ظہور“ اور ”حکم الہی“ کا انتظار بھی ہے۔

ام نے امام کی چھٹی ذمہ داریوں کو ابتداء میں لکھا ہے اسے خلاصہ کے طور پر ہمایں سمجھتے ہیں اور چند ضروری نکات کی طرف آپ کی توجیہ مبذول کرنا چاہتے ہیں وہ ذمہ داریاں خلاصے کے طور پر یہیں ہیں۔

امت کی بہارت دریہ، حکومت اسلامی کی لشکری، زمین پر نظام عدل و انصاف قائم کرنا، کفر کا خاتمہ اور اسلام کی دعوت، اسلام کو بے حرمتی سے بچانا، بدآخلاقی کی روک تھام اور اپنا تھام کا فروغ، مظلوموں اور مصیبت زدہ افراد کی مدد کوہ ہونچنا۔

ذکرہ تمام فدمداریاں امام غیبت میں رہ کر بھی بھاسکتے ہیں بلکہ بنھا رہتے ہیں بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام ساتھ نہ ہو اور بہارت کرے، عدل والنصاف قائم کرے،

ان سارے شکوک کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ امام بھاگرگی یہ سارے کام انجام دے دیں یعنی ایک مرتبہ پوری امت کی بہارت کر دیں اور یہی جانیں، حکومت قائم کر لیں اور بیٹھ جائیں بلکہ یہ سارے کام زینہ بزرگ، مرحلہ ایام پاہیں۔ شہاد امت کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ امام آئیں اور فرداً یہ سمجھا دیں کہ نماز کیسے پڑھی جائے، روزہ کیسے رکھا جائے، خمس کیسے ادا کیں

جائے وغیرہ۔ ان چزوں سے امت واقف ہے ہاں اگر ان چزوں میں امت میں کوئی ایسا اختلاف ہو جائے جو علماء یا داشمند حضرات حل نہ کر سکیں تو اس کے حل کے لئے امام خاموش نہیں گے اور یہ امام کی بڑی ذمہ داری ہو گی کہ وہ باوجود غافب ہونے کے لوگوں کی بہارت کریں۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہتے ہی علمانے امام سے تسلیم کیا۔ تو امام نے مدد کی بلکہ بعض موقوتوں پر بحیث علماء نے اجتنابی غلطیاں کیں تو امام نے ان کی اصلاح فرمائی۔ شیخ مفیدؒ کا وہ مشہور واقعہ کہ آپ نے ایک حاملہ عورت کے انتقال ہو جانے پر اسے حمل کے ساتھ وفن کرنے کا فتوی دے دیا بعد میں امام نے اس کی اصلاح فرمائی۔ اس واقعہ کی تفصیل کتاب و قایم الایام جلد شعبان صفحہ ۲۰ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ظہور میں آئے لیکن اس مختصر سے ضمنوں میں اس کی بُنگاش نہیں۔ اس طرح کے مزید واقعات کے لئے کتاب دیدار نور ویکھتے۔ دیدار نور اردو، بُجھاتی زبانوں میں ایسوں ایشن آٹ امام ہمدیؑ نے شائع کی ہے۔

بُرسیل تذکرہ ایک واقعہ ہے جس خدمت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امامؑ کے کام ایسے کس طرح بھین کے شیعوں کی مدد فرمائی۔ شہر بھر میں انگریزوں کے قبضے میں تھا انگریزوں نے ایک مسلمان کو دیاں کا حاکم مقرر کیا۔ حاکم ناصیح تھا۔ اس کے دربار میں جو وزیر تھا وہ اس سے بھی زیادہ متصعب تھا۔ بھین کی اکثریت اہل بیت کے چاہئے والوں کی تھی۔ وزیر اکنون کا ساخت و سنت تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح سے سارے شیعہ ختم ہو جائیں اس کے لئے وہ جیلے بھانتے تلاش کرتے رہتا تھا۔ ایک روز ایک اناڑی کے دربار میں پہنچا اور حاکم کی خدمت میں بیش کیا۔ اناڑی کی پورت (چلکے) پر قریر تھا۔ لا الہ الا اللہ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ اور حاکم نے غور سے چلکوں پر نظر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ قدرتی طور پر یہ جملہ اناڑا پر قریر ہے اور فرمایا اسے یہ گان نہ ہوا کہ یہ کسی شخص کا لکھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے وزیر سے کہا: یہ بالکل روشن واضح دلیل ہے کہ رافضیوں (شیعہ) کا مذہب باطل ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے ان لوگوں کے بارے میں۔ وزیر نے فرمایا: یہ ایک متصعب جماعت ہے۔ کھلی دلیلوں کا انکار کرتے ہیں۔ آپ حکم دیں کہ سارے شیعہ ہمارا جمع ہوں انہیں یہ اناڑ و کھاف۔ اگر انہوں نے ہمارا مذہب قول کریا تو آپ تو برا اثاب لے گا اور اگر قبول نہ کریں تو ان کے سامنے تین شرطیں رکھوں گے میں سے کوئی ایک شرط قول کرنا مزبوری قرار دو۔ پہلی شرط: یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح جزیہ دیں، دوسرا شرط: اس کھلی ہوئی دلیل کا جواب لائیں، یہ ان کے لیے کیا ہے میں سے تیسرا شرط: ان کے موقن کر دیتے جائیں اور نیچے اور عورتیں قیدی بناللہ جائیں اور ان کی ملکیت کو ضبط کر لیا جائے۔ حاکم نے وزیر کی بات قبول کر لی۔ فرمایا شیعہ علماء و بزرگ دربار میں حاضر کئے گئے۔ اناڑہیں دکھایا گیا اور ان سے قلائع کرنے والا یا ویس طلب کیا گیا جواب نہ دیتے کی صورت میں مذکورہ تین شرطیں رکھی گئیں۔ اناڑ کو دیکھ کر علماء تھبب میں پڑ گئے ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ بدک کا پنچت لگ۔ بزرگوں نے کھسک کیا۔ بزرگوں نے حاکم سنتین دن کی ہملت مانگی اور کہا اگر یہ قیام نہ لاسکے تو آپ کو اختیار ہے جو چاہے کیجئے۔ ہملت مل گئی۔ تمام شیعوں کی ایک میٹنگ ہوئی اور طے پایا کہ متفقی دپر ہرگز کار اور صاحبان علم میں سے دس افراد کو جنابا ہے۔ پھر ان میں سے تین افراد کو جنابا ہے۔ ایسا ہی ہوا تین ادمیوں میں سے ایک سے کہا گیا کہ آج کی شب تم سیاہان میں جاؤ اور امام زمان علیہ السلام کے ویسے خدا سے مدد مانگو۔ وہ شخص گیا صبح تک عبادت و مناجات

اس حکایت کے نقل کرنے والے نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ اہل کھون میں مشہور ہے اور محمد بن عیسیٰ کی خیر بھی وہاں موجود ہے۔ لوگ زیارت کے لئے وہاں جاتے ہیں۔

دجم الشاقب / ۳۱۲، بخار ۵۲/۱۷۸)

اس پرستے واقع سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ہمدی علیہ السلام اس غیبت کے عین بھی اپنی ذمہ داری کو اس طرح بھمار ہے ہیں۔ جیسے ایک ظاہر المام اپنی ذمہ داری کو بھاتا ہے اور عوام الناس کی طرح سے فائدہ اٹھانے میں کمی محسوس نہیں کرتے۔ البتہ فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو دل کی گھر ایوں سے ہمیشہ انہیں یاد کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے تمام نے محمد بن عثمان کو ایک توقع میں تحریر فرمایا تھا۔

وَأَمَّا وَجْهُ الْأَتِقْبَاعِ فِي غَيْبَيِ فَكَالْأَتِقْبَاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَيَّبَهَا
عَنِ الْأَكْصَادِ السَّحَابَةُ، وَإِنَّ الْمَانِ لَأَهْلَ الْأَرْضِ۔

(بخار ۵۲/۹۲)

”ہماری غیبت میں لوگ ہم سے اس طرح فائدہ اٹھائیں گے جیسے سورج سے اس وقت فائدہ اٹھاتے ہیں جب وہ با دلوں کی آڑ میں ہوتا ہے اور یقیناً میں اہل زین کے لئے امان ہوں۔

تھوڑہ — اس حدیث کے آخری مکمل سے صاف ظاہر ہے کہ امام زین کا محور ہی اور اپاہی کی وجہ سے زین کو اور اہل زین کو امان ہے۔ گویا امام کی ذمہ داری چلے وہ غیبت میں ہوں یا ظاہر ہیں، لوگوں کو نیچ پہنچانا اور کائنات کو متوازن رکھنا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نقل ہوا ہے کہ جابر بن عبد اللہ الفاری نے پیغمبر سے سوال کیا کہ مس طرح سے شیعہ قائم آل محمد سے ان کی غیبت میں فائدہ اٹھائیں گے؟ پیغمبر نے فرمایا: جس نے مجھے میعرفت کیا بیوں کے لئے اس کی قسم، یقیناً وہ فائدہ اٹھائیں گے اور ان کے نزولیات سے منور ہوں گے۔ ان کی غیبت کے زمانے میں بالکل اسی طرح جیسے با دلوں کی آڑ میں سورج سے۔

توضیح — نزولیات سے فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگ امام کے وجود سے حاصل کریں گے انہیں کے وجود سے لوگوں پر علوم و معارف ظاہر ہو گا اور بلا کم رد ہو گیں اور لوگ غذاب سے حفظ رہیں گے۔

اب ہم آسانی سے غیبت میں امام کی مزید چند ذمہ داریوں کو یہاں نقل کر سکتے ہیں۔

را، علم و ہدایت دینا، (۲) شفاقت عطا کرنا (۳) لوگوں پر علوم و معارف کا ظاہر کرنا، (۴) بلاول کا مالنا، (۵) عذاب سے لوگوں کو محفوظ رکھنا۔

علاوه ان کے اگر آئمہ کی ذمہ داریوں کو نزولیات میں تلاش کیا جائے تو بے شمار ہیں لیکن اختصار کے لئے ہم یہاں صرف دو حدیث نکل کرتے ہیں جو بڑی حدیث بھارے لورے میغنوں کا خلاصہ ہو سکتی ہیں۔

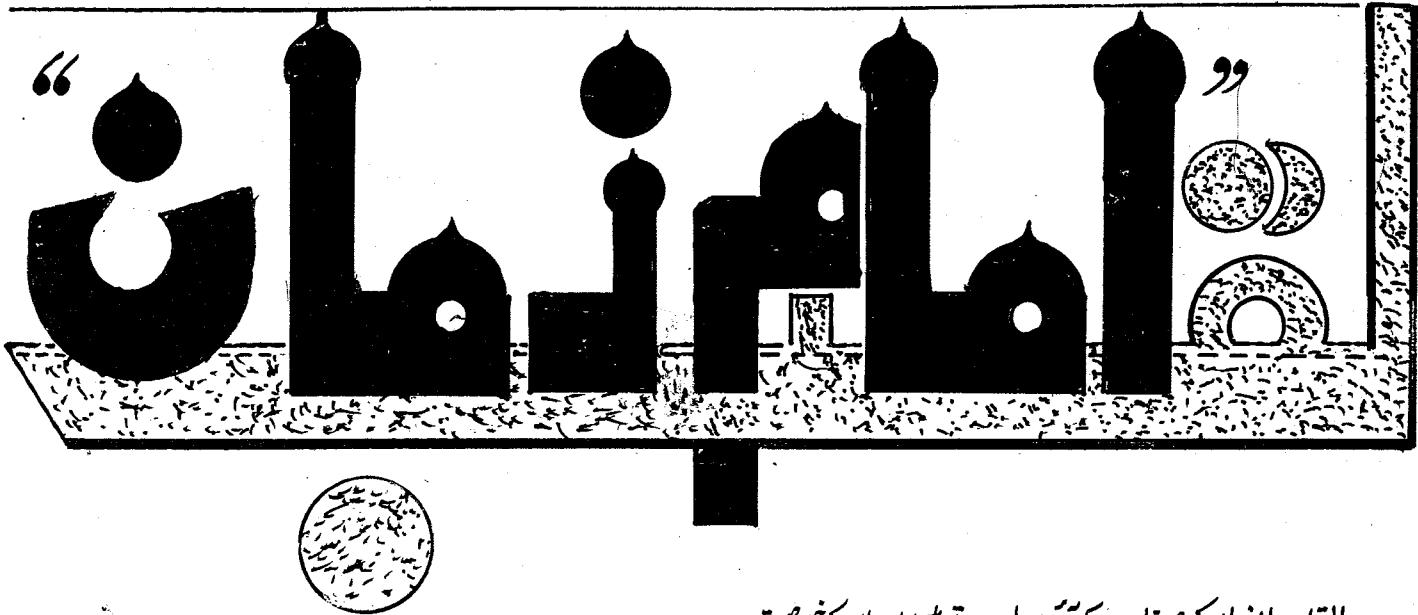
(۱) قال الصادق (علیہ السلام) : مَا زَالَتِ الْأَرْضُ إِلَّا وَلَلَّهِ فِيهَا الْحُجَّةُ
يُعْرَفُ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ۔

رامول کافی اربابِ الارض فی جزء زین کبھی خالی نہ ہو گی مگر یہ کہ اس میں اللہ کی جنت ہو جو لوگوں کو حرام و حلال سے واقف کر لے اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے۔ (باقی صفحہ ۱۶۱ پر)

اور دعا میں مشغول رہا اور صبح آکر بزرگوں کو اطلاع دی کہ کچھ حل نہ تکلا۔ دوسری شب دوسرے شخص نے بھی بھی کیا لیکن کچھ نہ ہوا۔ تیسرا شب محمد بن عیسیٰ نامی شخص کی باری آئی۔ تنگ پیر بیان کی طرف چلا رات اندھیری تھی محمد بن عیسیٰ پوری رات گریہ و دعا میں مشغول رہا اور خدا سے توسل کرتا رہا کہ کسی طرح شیعوں کو اس پیاس نامہ گھانی سے نجات ملے۔ ان پر اس ادار کی حقیقت واضح ہو جائے۔ اس کے لئے اس نے امام زین علیہ السلام کو فیرواد وزاری کرتے ہوئے مد کیلئے پکانا شروع کیا۔ رات کے آخری حصے میں تکاہ اس کی نظر ایک شخص پر مردی جس نے اسے نماطیب کر کے کہا: اے محمد بن عیسیٰ! کیا ہوا۔ میں تمہیں کسی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ کیوں اس بیان میں آئے ہو؟ اس نے کہا: اے شخص! تو مجھے میرے حال پر چھوڑو۔ میں بڑی مشکل میں گرفتار ہوں۔ اپنی اس مشکل کو سولے اسے امام کے کھنی سے نہ کھوں گا۔ اس شخص نے کہا: اے محمد بن عیسیٰ۔ میں ”صاحب الامر“ ہوں۔ پہنچ دل کی بات کھوں اسے کہا؛ اگر اپنے ساحب الامر ہیں تو میری داستان آپ کو معلوم ہے۔ میں اس کی وقت حدت نہ کروں گا۔ امام نہ کہا، ہاں!

اُس انار نے تمہیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ تم اسی کی خاطر اس بیان میں آئے ہو۔ جب محمد بن عیسیٰ نے یہ سُناؤ فوراً امام علی کی طرف بوجع ہوا درکہا: اے میرے آقا! آپ جاننے میں کہم بختی بڑی پریشانی میں گھرے ہیں۔ آپ ہمارے امام اور تمہیں بخات دلانے ولے ہیں۔ امام نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! دزیر کے گھر میں انار کا ایک درخت ہے۔ دزیر نے مٹی کا ایک سانچے انار کی مشکل کا بنا یا اور اسے دھصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ دھصوں میں اس نے وہ کلمات لکھ دیئے اور اسی سانچے کو انار پر جوڑھا دیا۔ انار جب کچھ بڑا ہوا تو درجی کلمات اس پر ظاہر ہوئے۔ تمکل حاکم کے پاس جاؤ اور کہو! ہم جواب لے آئے ہیں لیکن ہم جواب دزیر کے گھر پر دیں گے جب تم دزیر کے گھر ہو تو کھیر میں واہنی طرف اوپری حصے میں ایک جگہ پر چھوٹے چھوٹے قریب پہنچو تو حاکم سے کہو! تھا جواب اس میں ہے۔ دزیر کو شش کر کے گا کہ حاکم اسے نہ دیکھ سکے لیکن تم اصرار کر دیہاں تک کہ حاکم اسے دیکھتا چاہے گا۔ جب دزیر اوپر جائے تو تم بھی جاؤ اور اسے ہرگز نہ تھا جو چھوڑو۔ جیسے ہی تم جھرے میں داخل ہو گے، اس کی دیوار میں ایک سوراخ ہے اسی سوراخ میں ایک سفید تخلی ہے، اسے اٹھاواں میں وہ سیچا سانچے ہے اسے حاکم کے سامنے کر دو اور اسے حقیقت سے آگاہ کر دیجھر حاکم کے سامنے اس انار کو لاؤ اور حاکم سے کہو! ہم آپ کو ایک مجھزہ اور بھی دکھاتے ہیں اور وہ مجھزہ یہ ہے کہ اسی انار میں سوراخ میں اور کہر کو دیکھنے ہیں۔ اگر اپنے حقیقت جاننا پڑتی اور کہر سے کہنے کے اسے توڑے سے جیسے ہی توڑے کے گا اس کے چھرے اور بالوں

جیسے ہی محمد بن عیسیٰ نے امام کے وہی مبارک سے نکلے یہ کلمات سنے، ہرست خوش ہوئے اور امام کے ہاتھوں کو چوم لیا اور نوشی خوشی گھر لوٹے اور صبح لوگوں کے ہمراہ حاکم کے دربار میں جا پہنچ پڑے اور امام علیہ السلام کی تانی ہوئی تمام بالوں پر عمل کیا۔ حاکم حیرت میں پڑ گیا اور محمد بن عیسیٰ نے لوحہ انس نے تمہیں اس کی اطلاع دی؟ کہا! ہمارے امام زمان علیہ السلام جو خدا کی حجت ہیں۔ پوچھا! ہمہارے امام کون ہیں؟ اس نے ایک ایک نام کا متعارف کروا یا۔ حاکم نے کہا تم اینے ہاتھوں کو اگے پڑھا و تاک میں گواہی دوں کہ سوا میں کوئی خدا نہیں اور تمہری اس کے بندے اور پیغمبر میں اور ان کے بعد علیٰ خلیفہ بالفضل میں اور تمام ائمہ پر ایمان لایا۔ پھر حکم دیا کہ دزیر کو قتل کر دیا جائے۔ اہل بھرمن سے سافی مانگا اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے لگا۔



اور اس کے مفہوم سے واقع ہو جائیں تو اس طرح کے سوالات کا سوال ہی نہیں اٹھتا ہے۔

یقین و لفظ کا مجموعہ ہے۔ ایک امام، صاحب، ولی اور دوسرے زمان اور عصر، امام کو امام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں سے آگے ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کے پیچے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی قیادت کرتا ہے لوگ اس کی انتہاء کرتے ہیں پیر وی کرتے ہیں۔ یہ بات نماز جماعت میں بہت زیادہ واضح ہے۔ سارے نمازی امام کے پابند ہوتے ہیں جب وہ رکوع کرتا ہے یہ رکوع میں جاتے ہیں وہ سجدہ کرتا ہے یہ سجدہ میں جاتے ہیں۔ یعنی امام لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے ترکہ ناموم امام پر۔ صاحب و ولی۔ یعنی مالک، صاحب اختیار۔ مالک کو ملک کو پپلورا اختیار ہوتا ہے۔

ہم اپنے امام کو امام زمان کہتے ہیں یہ عقیدت کی بنیان ہیں بلکہ حقیقت کی بنیاد پر کہتے ہیں۔ زمانہ۔ خدا کے علاوہ جو بھی پیڑ ہے وہ زمانہ میں داخل ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز "زمانہ" کی "حدود" سے باہر نہیں ہے۔

جب ایسا ہے تو ہمارے حضرت مہدی اخراز زمان علیہ السلام اس کل کائنات کے امام ہیں جب امام ہیں تو پوری کائنات، زمین، آسمان، چاند، ستارے۔۔۔۔۔ سب کے سب امام کے پیر ہیں۔ اور ان کے پیچے پیچے جل رہے ہیں۔ زمانہ امام کی پیر وی کر رہا ہے نہ کہ امام زمان کی پیر وی کر رہے ہیں امام وقت زمانہ پر اثر انداز ہوتے ہیں وہ زمانے سے اثر قبول نہیں کرتے۔

اس حقیقت کے کسی حد تک واضح ہو جانے کے بعد امام زمان علیہ السلام کی طول عمر اور جوانی کا راز معلوم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ زمانے سے تاثر ہوتے ہیں جو فلک کج رفتار کی سمت نظر لیفبیوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں وہ جوانی کی منزل میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی بڑھا پے کی طرف روان دوان ہو جلتے ہیں۔ لیکن جو امام وقت ہے وہ ہمیشہ جوان ہی رہتا ہے۔

ایسے اس بیان کی روشنی میں سورہ "والمس" کی تلاوت کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ والعران الانسان لغى خسر الا الذين امنوا و عملوا الصالحات۔۔۔۔۔ اس سورہ میں جس انسان کے نفع و لقمان کا ذکر ہے۔

القب انسان کی صفات کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اس کی خصوصیت کو اگر کرتے ہیں گرچہ آج کی دنیا میں ایسا ہونا مزوری نہیں ہے۔ جسکی مثالیں آپ اپنے گرد ویشیں میں ہر جگہ دیکھ سکتے ہیں۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ لقب رکھ دیتے ہیں لیکن اس کے معنی سے واقع ہی نہیں ہوتے۔ نہ لقب رکھنے والے نہ لقب پانے والے۔ یہ ایک الگ داستان ہے۔

ابیاء اور ائمہ علیہم السلام کو جو القاب دیتے گئے ہیں وہ فاص صفت کی ترجیح کر رہے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے "کلم اللہ" کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم نے ان سے گفتگو کی۔۔۔۔۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وارثۃ العلماء" اس لئے کہا جاتا ہے خدا نے قرآن کریم میں یہ لقب عطا فرمایا ہے۔ آنحضرت کی ذات بابرکت اور آپ کی شریعت مقدسہ ساری کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔ یہی بات ائمہ معصومین علیہم السلام کے یہاں بھی ہے۔۔۔۔۔

حضرت امام زمان علیہ السلام کا ہر لقب ایک خاص حقیقت کی ترجیح کر رہا ہے۔ جناب محدث لوزی علیہ الرحمۃ والصلوٰۃ نے اپنی کتاب "بجم الثاقب" میں امام زمان علیہ السلام کے ۱۸۳ نام اور القاب حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ وہ افراد، حو دعاوں کے عاشق ہیں اور دعاوں کو صرف حصول ثواب کی نیت سے نہیں بلکہ ہم بیت علیہ السلام کی اعلیٰ تعلیمات کو درک کرنے کے لئے نہایت غور و خون سے پڑھتے اور تلاوت کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان دعاوں میں حضرت امام زمان علیہ السلام کو کون کن القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دعائے نذریہ، صلوٰۃ ابوالحسن صزاد اصفہانی، زیارت الائیین، دعائے نعمہ، صلوٰۃ خاصہ۔۔۔۔ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہ ساری دعاویں مفاتیح الجنان میں موجود ہیں۔

اس مضمون میں صرف ایک لقب کا ذکر کریں گے۔

امام زمان

دعاوں میں اور یماری روزمرہ کی گفتگو میں یہ لقب بہتر امام مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس سے مخصوص ہے۔ جب بھی یہ لقب کا ذکر سے ٹکراتا ہے ذہن فوراً امام عصر کی جاپ متوجہ ہوتا ہے۔ امام زمان، صاحب زمان، امام عصر، صاحب عصر، ولی عصر۔۔۔۔۔ ایک ہی حقیقت کے ترجیح میں یہ لقب سنتے سنتے ہم اتنا زیادہ عادی ہو گئے ہیں کہ ہم اس کی حقیقت کا طرف متوجہ نہیں ہوتے جس کی بنی پر بعض سوالات ہمارے ذہنوں میں تاریخیں لیتے ہیں۔ اگر ہم اس لقب

ہو جائے گا۔ ہم نے اپنی والدہ کی بیماری کے بارے میں نیت کی تھی۔ اس کے بعد یہ رے بھائی نے کہا میں نیت کرتا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں بیان فرمائیں۔ ہم نے اس مرتبہ پھر تسبیح کے دلوں کو حرکت دی۔ لیکن فرما ہی ان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ہم نے دوسرا مرتبہ تسبیح کے دلوں کو حرکت دی۔ اس مرتبہ پھر یہ سے زیادہ رنگ متغیر ہو گیا۔ ہم نے فرمایا۔ ہم جسکے بارے میں نیت کی تھی۔ وہ پہلے بیان میں تھا۔ پھر دیکھا تو کعیہ میں سے اور اب مدینہ میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ہم نے تسبیح کے دلوں کو حرکت دی اور فرمایا۔ یہی نہیں جاسکتا ہے۔

یہ بات بے بنیاد نہیں ہے جب امام عصر علیہ السلام کی ذات قطب عالم امکان ہے تو سورج کو اہمیں کے گرد چکر لگنا چاہیے۔

آج ہم ایسے غلط الشان امام کی امامت میں زندگی بس کر رہے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہم اپنے امام سے کتنا زیادہ دور اور تباشی میں۔ اگر ہم دل کی گھرائیوں سے ان سے لوٹ کر ایسے تودین و دنیا کی تمام مشکلات خود کو حل ہوتی جائیں گی۔

دقیقہ: ظہور کے بعد صفحہ سے آگے

خوش و فریض ہو جائیں گے۔

(ج) احتیاج سے میرا ہوتا:

حضرت یقین اللہ کی تکمیل طی عالیٰ حکومت کے زیر سایہ ہر فرد مزورت و احتیاج سے بری ہو گا اور ایسا کوئی شخص نہ ملے گا جو مال و رکوہ کو قبول کرے۔ لیستِ ائمۃ علی الناس زمان یَطْوُفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الْغَهْبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا۔

ایک ایسا دن آئے گا کہ ایک شخص سونے کے سکتے را وہ خدا میں تقسیم کیا۔ اور ہر جائے گا (اگر لیکن) کوئی فرد ایسا نہ ٹے کا جو اسے قبول کرے۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۳۶

(د) عالمی حفظ و امان:

حضرت مہدیؑ کی حکومت کے شاندار و فن میں ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے گا اور ہر شخص نعمات خداوندی سے استفادہ ماند کرے گا اور حسد و غصہ اور نفرت و کینہ کی کوئی بنیادیاتی تنپے کی اور اخراج کار تمام دنیا میں امن و امان کا بول بالا ہو گا۔

امامؑ فرماتے ہیں:

وَلَذَّ هَيَّتُ الشَّعْنَاءُ مِنْ قُلُوبِ الْعِبَادِ وَاضْطَلَّتِ السَّبَاعُ وَالْبَهَائِعُ مُحَمَّتِي شَهِيَّ الْمَرَأَةُ بَيْنَ الْعِكَافِ إِلَى الشَّامِ لَا تَضُعُ فَدَمَّهَا إِلَّا حَلَّ النَّبَاتُ وَعَلَى رَأْسِهَا رَبَّنِيَّلُ لَا يَدْهُوْهَا سَبَعُ وَلَا تَخَافُهُ۔

لغت کا خاتم ہو گا۔ درندے، جائز اور چوپائے ہم آہنگ سے ایک ساتھ رہیں گے۔ ایک عورت سر پر ایک سینی دڑے، رکھے عراق سے شام تک تہی اس فرگرے گی۔ ہر جا سربرز و شاداب ہو گی اور کوئی جائز اس عورت کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور وہ کسی طرح کا خوف دبر اس محکوم سے نہ کرے گی۔

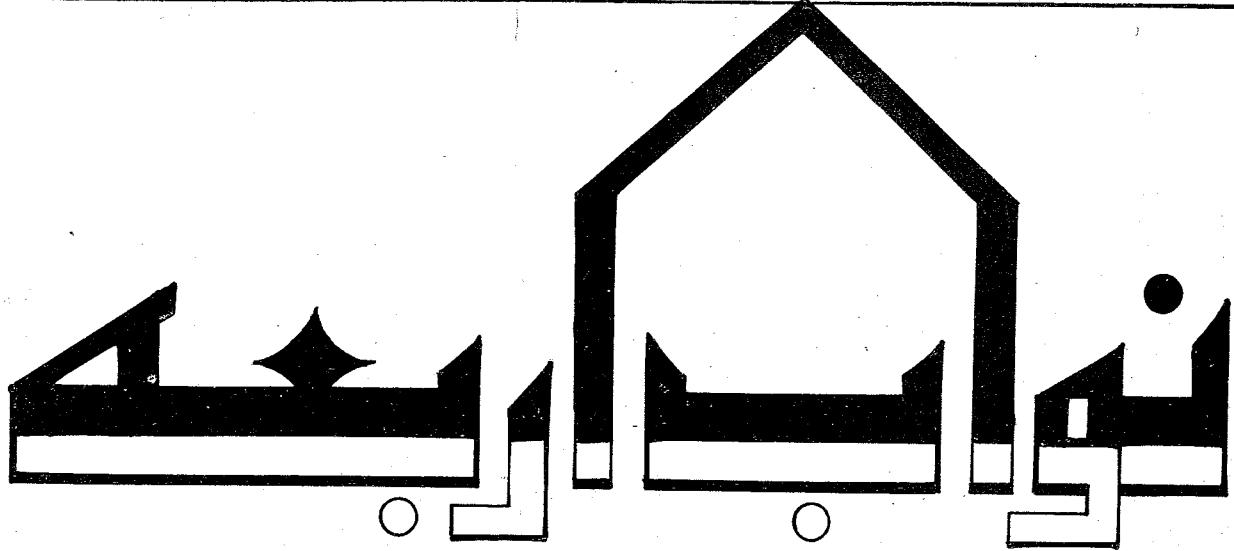
کیا گیا ہے۔ یہ وہ انسان ہے جو عصرِ زمانہ کے بعد ہے۔ جو زمانہ کی نیزیگوں کا شکار ہے اس کی رعنائیوں میں گرفتار ہے۔ وہ زمانہ کی بندشوں میں جکڑا ہوا ہے نفع و نقصان کا تصویر اسی انسان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن امام عصر ولی عصر، بلکہ تمام آئمہ علمیہ السلام کی ذات گرامی زمانہ پر فویضاً رکھتی ہے وہ زمانہ میں رہتے کے باوجود اس کے حدود و قیود کے پابند نہیں ہیں۔ ان کی ذات نفع و نقصان کا تصویر سے بہت بلند ہے۔ ان کے بارے میں اس طرح کا سوال کیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔

بہاں یہ سوال ہو سکتا ہے وہ ذات جو اتنی بلند بالا ہے، جس کی عظمت انسانی تصور سے مادراء ہے۔ کائنات اپنی تمام ترویجتوں کے باوجود حق نگاہ کے لئے سُرہ بیعت ہے۔ اس کی ناک پا ہر طالب ایسی عظیم الشان ذات کو خداوند عالم نے کس لئے ذیہ کر رکھا ہے؟

قام انبیاء و مرسیین خاتم الانبیاء و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسے بعثت و آمد کا مقدمہ ہے اور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسے لئے بمعروشائی کے تکمیل کے تھے وہ انسان کو کمال کی آخری منزلوں تک پہنچایا۔ اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسے یہ کام انجام دیا ہے۔ مگر ان حضرت کے بعد سازشوں کے کارروائیں اتنے دیے یا اؤں چلے کہ یہ مقصد عالمہ ہو سکا اور ہر ایک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسے حقیقی تعلیمات سے پوری طرح استفادہ نہ کر سکا۔ اور ہر ایک کمال کی منزلوں تک نہ پہنچ سکا۔ اس بنا پر آئمہ موصویین علیہم السلام کا بودہ اس امریان و مقصد کے لئے زمین ہمارا کرنا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ان اربائیوں اور مقاصد کی تکمیل ہے۔ یہاں الارض قسط و عدلاً بعد ساملیت خلما و جودا۔ وہ نیز کو اس طرح عدل و انسانیت سے بھروسیں گے جس طرح وہ قلم وجہ سے ہجری ہو گی۔ اس بنا پر حضرت جنت علیہ السلام کی ذات اقدس خلقت و بخشت کی تکمیل ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ امام اصل، اور کائنات فرع۔ امام مقدمہ ہیں اور کائنات موقر۔ تو یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے کہ کل کائنات اہمیں کی بنا پر وجود اور رزق ملتا ہے۔ بہیثہ رزق اوری دبوجوہہ شست الارض و السمااء۔ ان کی برکت سے لوگوں کو رزق ملتا ہے اور ان کی بنا پر انسان و زینتِ عالم ہیں۔

بات دل کی تکمیل تک اتر جائے۔ اس واقعہ کی طرف توجیہ فرمائیے۔ یہ واقعہ حضرت آیت اُقای و حبیب خراسانی علیہ الرحمۃ والعزوان کے فرزند میرزا محمد کیا ہے۔ میرزا والدہ بیمار تھیں اور روز بروز ان کا مرض شدید ہو جاتا تھا جنہیں کو کافی بریشان تھے۔ ڈاکٹر ہریان تھے، ایک روز انہیں یہ خیر ملی کہ بخت اشرفت میں ایک بزرگ تشریف لائے ہیں جو علم رمل جانتے ہیں۔ ہم اور ہمارے ہمہ میرزا محمد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم مطہریؑ ان سے طلاقات کی۔ ہم نے کہا۔ ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نیت کریں آپ اس کا جواب دیں۔ ہم نے تسبیح کے دلوں کو حرکت دی اور فرمایا جس کی بیماری کے بارے میں سوال کر رہے ہو۔ مرنی اس کے پورے بدن میں سرارت کرچکا ہے شفا کی کوئی امید نہیں ہے۔ دو تین دن کے اندر اس کا انتقال



میری زندگی اور وفات کے بعد بھی یہ موردا طیناں ہیں۔ جو تمہارے لئے بیان کرتے ہیں (۱) میری طرف سے بیان کرتے ہیں جو تم تک پہنچاتے ہیں میری طرف سے پہنچاتے ہیں (۲)۔ امام علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا :
اس بات پر گواہ رہنا کہ عثمان بن سعید میرے وکیل ہیں اور ان کے فرزند میرے فرزند مہدیؑ کے وکیل ہیں۔ (۳)

جب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیان فرزند (امام مہدیؑ) کی ولادت ہوئی۔ آپ نے الاعلام و کوہم دیا کہ کس ہزار طل روی طیاں اور کس ہزار طل گوشت بنی ہاشم میں تقسیم کرو، اور کسی گو سن غیرتی کے لئے فتح کرو۔

جس نشست میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہم خاص الخاص افراد موجود تھے امام نے حضرت امام مہدیؑ کو ان کو دھکایا اور ان کو ہبھوایا۔ ان کی امانت اور غیبت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے عثمان بن سعید کے وکیل ہونے کی تکیید فرمائی گئی :

ان کی بالوں کو قبول کرنا وہ تمہارے امام کا نمائندہ ہے اور اموراً نہیں کے پاس ہیں۔ (۴)

امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے عشل و گفن میں شریک ہے اور تم کے مطابق سارے کام انجام دیتے رہے۔ (۵) میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پہلے نائب خاص معین ہوئے۔ ۵ یا، سال تک نائب رہے اور اپنی وفات سے پہلے شیعوں کے ختم گروہ کی موجودی میں امام کے حکم کے مطابق اپنے فرزند خود کو امام کا وکیل معین فرمایا اور تمام کام ان کے پسروں کر دیئے۔ عثمان بن سعید کی وفات کے بعد ان کے فرزندتے انہیں عشل و گفن دیا اور بغداد کے مغربی حصہ میں وفن کئے گئے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ^۶ ۷۰۷ء تک لوگ ان کو ایک نیک کاروبار مقیٰ پر میرزا شخص کے عنوان سے یا امام حسین علیہ السلام کے رضا کی بھائی کے عنوان سے زیارت کرتے تھے انہیں امام زمانؑ کے نائب کے عنوان سے نہیں پہنچاتے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی نیات بھی کس درجہ پوشیدہ تھی کہ دو صدیاں گزرنے کے بعد بھی لوگ نہیں پہنچاتے تھے۔ آپ عباسی خلیفہ مقتدر کے ہم عمر تھے۔

(۶) دوسرے نائب : ابو عجفر محمد بن عثمان بن سعید کے دعمر وی - اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔ آپ کی وکالت کی خدا امام حسن عسکری علیہ السلام نے تائید کی تھی اور امام زمان علیہ السلام نجد بن شہریار کے نام جو تویع صادر فرمائی ہے اس میں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات (سامراء، ۸ ربیع الاول ۲۶۷ھ) کے بعد امانت کی قباق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قامت پر اسٹ اسٹ ہوئی خلیفہ وقت کے شدید اقدامات کی بنا پر امام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے اور اپنی غیبت کی ابتدائی مرحلہ میں (غیبت صغیری)، شیعوں کے بعض اہم افراد جو ہبہت ہی خاص الخاص تھے انہیں اس بات کی اجازت تھی کہ وہ مزورت کے وقت امام کی خدمت میں حاضر ہوں اور شیعوں کے مسائل اور درخواستیں امام کی خدمت میں پیش کریں اور اس کے جواب حاصل کریں ان افراد کو لو اب خاصہ، وکلاء اور دروازہ امام کے ناموں سے یا کیسا جاتا ہے۔ چار افراد اس عظیم منصب پر فائز تھے اور سب ہی بغداد میں سکونت پذیر تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی سماں میں موجود تھے۔ شیعوں پسے سماں اور اپنے حقوق شرعیہ ان نمائندوں یا لوگ اربع سک پہنچاتے تھے اور یہ افراد امام تک پہنچاتے تھے۔ ان چار افراد سے غیبت صغیری کے زمانہ میں کافی تعداد میں کراچی میں ظاہر ہوئی تھیں جو کتنا بول میں محفوظ ہیں۔

لوأب اربع

(۱) پہلے نائب : ابو عزرو عثمان بن سعید دعمر وی - آپ قبید بنی اسد سے تھے اپنے جد کی طرف مشہب ہونے کی بنا پر آپ کو "عمروی" کہتے ہیں اور ایک روایت کی بنا پر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی کی بنا پر آپ کی کینت ابو عمرو سے عمروی تبدیل ہو گئی۔ آپ کو "عسکری" بھی کہتے ہیں بعض لوگ "ثمان" (روعن فروش) بھی کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت کی تاریخ صحیح طور سے معلوم نہیں ہے۔ لوگ آپ کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے وکیل کے عنوان سے پہنچاتے ہیں۔

چونکہ آپ امام کے اموال اور ان کی امانت کو تیل کے ڈبوں میں رکھ کر اور امام کے حکم سے اپنے کتابوں پر کرتے تھے تاکہ حکومت وقت بہجان نہ سکے، امام کی خدمت میں پیش کرتے تھے اس لئے آپ کو "ثمان" کہتے تھے آپ ۷۵۷ھ تک امام علی نقی علیہ السلام کے وکیل رہے امام نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

یہ ابو عزرو موردا طیناں اور نمائندوں میں جو کچھ بیان کرتے ہیں میری طرف سے بیان کرتے ہیں اور جو کچھ پہنچاتے ہیں میری طرف سے پہنچاتے ہیں۔ (۷) میں امام علی نقی علیہ السلام کے انتقال کے بعد آپ امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکیل منصوب ہوئے امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

یہ ابو عزرو موردا طیناں اور نمائندوں میں گذشتہ امام کے بھی موردا طیناں اور

ایک دن محمد بن عثمان میرا باتھ کپڑکر لے گئے اور اپنی قبری گھے دھائی اور کہا فلاں فلاں دن میرا انتقال ہو جائے گا اور اس قبیلی دفن ہوں گا اور یہ روح (اس روح پر قرآن کی آئین اور اس کے نام سے انہم مخصوصین علیہم السلام کے نام نہ ملتھے) بھی میرے پاس ہوگی۔

جب قبرنالٹے کا سبب دریافت کی گیا تقریباً :

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اپنے تمام کام سیٹ لوں دست کروں ۔

وفات سے چند سال پہلے جو لوگ ان سے ان کے نائب کے بارے میں دریافت کرتے تھے (ہمیں) حسین بن روح کے پاس بھیتھے تھے۔ جادی الاول حصہ کے او اخترین انتقال ہوا۔ لندن میں کوہ کے دروازے پر جہاں آپ کا گھر تھا وہیں اپنی والدی قبر کے سامنے دفن کئے گئے۔ بی بھاس کے نعمت مخفی، مقتند آپ کے ہم عصر غلطاء تھے۔

(۲۳) تیسرا نائب : ابوالقاسم حسین بن روح نوخت کے عظیم فرد تھے۔ تاریخ ولادت کا صبح طور سے علم نہیں ہے۔

علی بن محمد متقل اپنے چا سے نقل کرتے ہیں کہ محمد بن عثمان کے انتقال کے وقت ان کے سرمانے بیٹھا ہوا تھا اور ان سے بائیں کر رہا تھا۔ حسین بن روح پا یتیں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت محمد بن عثمان نے بھجے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ حسین بن روح کو صفت کروں۔ میں سرملتے سے اٹھا اور حسین بن روح کا ہاتھ بیٹھا اور انہیں اپنی جگہ بیٹھایا اور خود پا یتیں بیٹھ گیا۔

محمد بن عثمان فرمانتے لگے۔

حسین بن روح بن ابو الحسن نوخت تھم لوگوں کے درمیان میرے جانشین اور قائم مقام ہیں تمہارے او حضرت صاحب الہم عزر کے درمیان وکیل سفیر اور مورداطیناں واعتماد ہیں۔ تم اپنے مسائل میں ان کی طرف بوجوش کرنا اور اپنے امور میں ان پر اعتماد کرنا۔ صحیحے اس بات کا حکم دیا گیا تھا میں تے اس کو ہم پختا دیا۔ (۹)

حسین بن روح کے ہاتھوں امام زمانہ علیہ السلام کی جانب سے جو ہمیں تقریب صادر ہوئی اس میں تھا۔

ہم اسے (حسین بن روح) کو تھانتے ہیں خدا انہیں ہر طرح کی نیکیوں اور اپنی خوشنودی کی معروف طاطکرے اور توفیق عطا کرے، ان کا خط طلا وہ ہمارے مورداطیناں ہیں، انہیں ہمارے نزدیک وہ منزلت حاصل ہے جس سے وہ خوش ہوں گے۔ خدا ان پر اپنے احسان میں اضافہ کرے۔ بے شک وہ ولایت و قدرت والا ہے۔ اس خدا کی حمد ہے کوئی اس کا شرکیہ نہیں ہے۔ خدا کا بہت زیادہ درود وسلام ہو جاؤ اور ان کی آں پر۔

محمد بن عثمان کے بعد حسین بن روح کو وکیل بنانے میں دو بیانی وہم تھی۔ (۱) اس منصب پر دی قائز ہوتا ہے جو اس حد تک خلص ہو کہ اگر امام اس کے دامن کے نیچے ہوں اور اسے پیغام سے نکلا جاؤ اکر دیا جائے تب بھی وہ امام کو ظاہر نہ کرے۔ حسین بن روح اس سے بھی زیادہ امام کے خاص تھے۔

(۲) اس شبکہ کا ازالہ بھی مقصود تھا کہ کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ جو لوگ محمد بن عثمان سے زیادہ نزدیک ہوں وہی ان کے قائم مقام ہوں گے۔ کسی نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ حسین بن روح اس منصب پر قائز ہوں گے۔ بی بھاس کے جا سوس بھی حسین بن روح کے بارے میں انہیں سوچتے تھے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ تھے جو محمد بن عثمان سے بہت زیادہ نزدیک تھے۔

حسین بن روح موافق و مخالف کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب علم

محمد بن عثمان کے بارے میں فرمایا ہے کہ :

خدا ان کی حفاظت کرے وہ اپنے والد کے زمانے میں ہمارے مورداطیناں تھے۔ خدا ان سے اور ان کے پدر سے رامنی و خوش قدموں کی روح کو خوشحال کرے وہ اپنے والد کے قائم مقام ہیں اور ان کی جگہ پر ہیں۔ جو ہماری طرف سے بیان کرتے ہیں وہ ہماروں ہے اور یہ اسے حکم بر علی کرتے ہیں خدا ان کی تائید کرے۔ پس ان کی بالوں کو قبول کرو اور ہماری رائے ان سے دریافت کرو۔

اسحاق بن یعقوب کی توقع میں فرمایا :

خدا محمد بن عثمان اور ان کے والد سے رامنی و خوش قدموں کے مورداطیناں واعتماد میں ان کی تحریر میری تحریر ہے۔

اپ تقریباً میں ملک امام ہدی علیہ السلام کے وکیل رہے سب سے بہلی توقع جوان کو موصول ہوئی اس میں ان کے والد کی تعریت ادا کی تھی تھی۔

”ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف ولیس جائیں گے اس کے امر کے سامنے تسلیم اور اس کے حکم پر راضی ہیں۔ تمہارے والد سے سعادت مندرجہ ایسے کی اور سعادت مندرجہ پائی خدا ان پر محبت کرے اور انہیں ان کے دوستوں (امیر) علیہم السلام) سے ملٹھی کرے۔ وہ ہمیشہ ان کے کام میں منہک رہتے تھے۔ جو چیز انہیں خدا کی بارگاہ میں بلند مرتبہ اور اتممہ نے نزدیک کرتی تھی اس میں کوشش اور رہتے تھے۔ خدا انہیں خوش کرے اور ان کی گناہوں کو معاف کرے۔ خدا تمہارے اجریں اضافہ کرے اور تمہاری مصیبتوں کو نیک قرار دے۔ تم غمیگ ہوئے ہم بھی غمیگ ہوئے ان کے انتقال سے تمہارے سامنے ساقعہ ہم بھی متاثر ہیں۔ خدا انہیں اس والدی میں خشنود کرے۔ یہ ان کی سعادت کا کمال تھا کہ تمہارے سیسا فرنڈ انہیں تھیں۔ ہوا جوان کا جانشین ہوا ان کا فاتح مقام ہوا۔ خدا ان پر محبت نازل کرے۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ نفس اس کی بارگاہ میں پاک و پاکیہ ہیں۔ جو کچھ خدلتے تھیں اور تمہارے پاس قرار دیا ہے اس میں وہ مدد کرے گا۔ پشت پناہی کرے گا اور قریۃ وسے گا کہ وہ دل ہے ہماقیل ہے اور کفایت کرتے والا ہے۔“

این روح نے ابوالنصر حسین اللہ ام کا شوہدت الوجعفر کے بھاجنے سے نقل کیا ہے کہ محمد بن عثمان کی کمی کتابیں تھیں نہیں میں ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ تمام بائیں امام زمانہ علیہ السلام اور اپنے والد عثمان این سعیدہ سے سی تھیں۔ من جملہ کتابوں کے ”کتاب الشیری“ بھی ہے۔ محمد بن عثمان کی وفات کے حسین بن روح اور ان کے بعد (احمقان) ابوالحسن سعیدی تک پہنچا ہے۔

شیخ صدقی محمد بن عثمان سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ :

خدا کی قسم حضرت صاحب الامر علیہ السلام مہر سال مکہ میں موسیح میں تشریف لاتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہنچنے میں لیکن لوگ انہیں دیکھتے توہیں پر پہنچنے تھیں۔ (۶)

شیخ صدقی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں :

محمد بن عثمان سے دریافت کیا کہ صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ فرمایا۔ ہاں! آنفری مرتبہ ان کو خانہ کبیر ہے دیکھا کہ دعا کر رہے ہیں۔ اللہم انہیں ما وعدتني۔ خدا یا جو سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر دے۔ اور دیکھا کہ مستخار خانہ کبیر کے دروازے کے مقابلہ والا حصہ پر خانہ کعیدہ کا پروردہ پکڑ کر فرمائے ہیں۔ اللہم انتقم بمن اعد انہک۔ خدا یا مرے ذریعہ لیتے دشمنوں سے انتقام لے۔

ابوعلی، ابوالحسن علی بن احمد نقل کرتے ہیں کہ :

شعبان ۱۳۲۹ھ میں انتقال فرمائے گئے۔ خلیجی شاہزادہ پر، باب المحل کے نزدیک اب عقاب ہنر کے نزدیک دفن کئے گئے۔ آپ کا آخری جملہ مختاط اللہ امر حرب بالغہ خدا کے لئے امر ہے جسے وہ خود امام تک پہنچا گئے گا۔ آپ بنی عباس کے شقی نبی خلیفہ کے ہم عصر تھے۔

۱۴۰ شعبان سے ۱۴۱ھ تک چار افراد نائب خاص کے عنوان سے حضرت امام مہدی علیہ السلام اور لوگوں کے درمیان واسطہ رہے۔ اس ۱۴۹ برس کے دور کو غیبت صغری کا زمانہ کہتے ہیں بعض لوگ اس دور کو ۱۴۷ سال مانتے ہیں۔ وہ اس پہنچا کہ وہ لوگ غیبت صغری کی ابتداء امام کی ولادت ۱۴۵ھ جوہری سے جانتے ہیں۔ گرچہ یہ بات طے شدہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں امامت کی ذمہ داریاں امام کے ذمہ نہیں تھیں تاکہ یہ سوال نہ رکھے کہ اس زمانے میں امام سے رابطہ لوگوں کا بارہ راست نہیں تھا کیونکہ اس زمانے میں لوگوں کا بارہ راست رابطہ حضرت امام حسن عسکری سے برقرار رکھنا اس بنا پر غیبت صغری کا آغاز امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال ۱۴۱ھ سے ہوتا ہے۔

نیابت خاصہ کی عمومی خصوصیات

(۱) توقعات میں نائب کے نام کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ یہ اس بنا پر تھا کہ عبادی حکام نائب کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ پونکہ یہ رابطہ حدود جہہ موردا طیناں اور اعتماد تھا اس لئے نام لینے کی چند ان ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

(۲) علوم میں کوئی نیابت سے جُدار کھا گیا اور دوسروں کو نائب بنایا گیا اس بنا پر تھا کہ یہ لوگ باقاعدہ پہچانے جاتے تھے اور حکومت وقت ان لوگوں پر سخت نظر رکھتی تھی۔

(۳) تمام نائبین کے کام بعد ادالیں انجام پاتے تھے اس کی دلیل یہ ہے۔ الف۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے موقع پر جو لوگ قم سے سامراہ آئے تھے ان سے فرمایا بقدر میں ان کے لئے کسی کو معین کر دیں جس تک اموال پہنچا دیا کریں اور اسی کے ذریعہ توقعات حاصل ہوں۔

ب۔ ان لوگوں کا ظاہری کام تجارت تھا۔ اس بنا پر بفادے باہر جانے کا موقع نہیں ملتا تھا۔

ج۔ یہ حضرات اجتماعی کام بہت کم انجام دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔

(۱) اجتماعی کام میں شرکت کرنے سے انسان اپنے کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا اور ان حضرات کو ہبہت زیادہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ (۲) اگر یہ افراد اجتماعی امور میں باقاعدہ حصہ لیتے تو ان کی شناخت ہو جاتی اور نائب کے عنوان سے پہچانے جاتے جبکہ یہ حضرات صوفی تاجر کے عنوان سے پہچانے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کے بارے میں بہت کم معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ موڑخین نے بھی ان کے بارے میں واقعات نقل کرنے میں کوتا ہی کی ہے یا یہ ہو سکتا ہے کہ بعض موڑخین نے اپنی کتابوں میں تذکرہ کیا ہو مگر دشمنان اسلام نے ان کتابوں کو نابود کر دیا ہو۔

(۳) نائبین صرف اہمیں امور کو انجام دیتے تھے جس کا اہمیں حکم یا جاتا تھا۔

(۴) تمام نائبین کے زمانے میں جو توقعات صادر ہوئی ہیں ان سب کا ناظر ایک تھا اور لوگ اس خط کو پہچانتے تھے۔ خط کا یکساں ہونا اس بات کی دلیل

تھے۔ تقیہ کے عالم میں زندگی سب رکرتے تھے لہذا حکماء اور نسبت دار اس نقل کی جاتی ہیں۔ وہ اپنی اس روشن سے لوگوں کے دلوں کو محاصل کرتے تھے۔ ان سے کئی مناظرے ہجی نقل کئے گئے ہیں اور سب کا سرچشمہ معصوم اہل بیت علیہم السلام ہیں چنانچہ ایک بحث کے بعد فرماتے ہیں۔

اگر اسماں سے گردیا جاؤ۔ پہنچے پارہ پارہ کر دیں، ہوا ایک درس میں گردے تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے یہ نسبت اس کے خدا کے دین میں اپنی طرف سے کچھ کہوں یا اپنی ذاتی رائے کا انہمار کروں جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اس کو جو خدا سے حاصل کیا ہے خدا کا درود وسلام ہو ان پر۔ (۱۱)

جو بھی کام انجام دیتے تھے مثلاً تقیہ وغیرہ یہ سب حضرت امام علیہ السلام کی پڑا بیت تھا۔

ابو سہل لوثی سے دریافت کیا گیا کیا وجہ ہوئی کہ حسین بن روح نائی معین ہوئے اور اپنے نہیں؟ جواب دیا۔ ائمہ علیہم السلام بہتر جانتے ہیں کس کو منتخب کریں۔ میں شنید مخالفین سے بحث و مناظرہ کرتا ہوں اگر مجھے ابوالقاسم کی طرح حضرت کی جگہ کا علم ہوتا تو حکمت کے دوران اگر کوئی دلیل نہیں طلبی لواپنی بات ثابت کرتے تھے لئے امام کو دھکھا دیتا۔ لیکن ابوالقاسم اس طرح ہیں ہیں اگر امام، ان کے دامن کے پنجھے ہوں انہیں پیغمبری سے پارہ پارہ کر دیا جائے تو امام کے اوپر سے دامن نہیں اٹھائیں گے اور دشمنوں کے سامنے امام کو پیش نہیں کریں گے۔

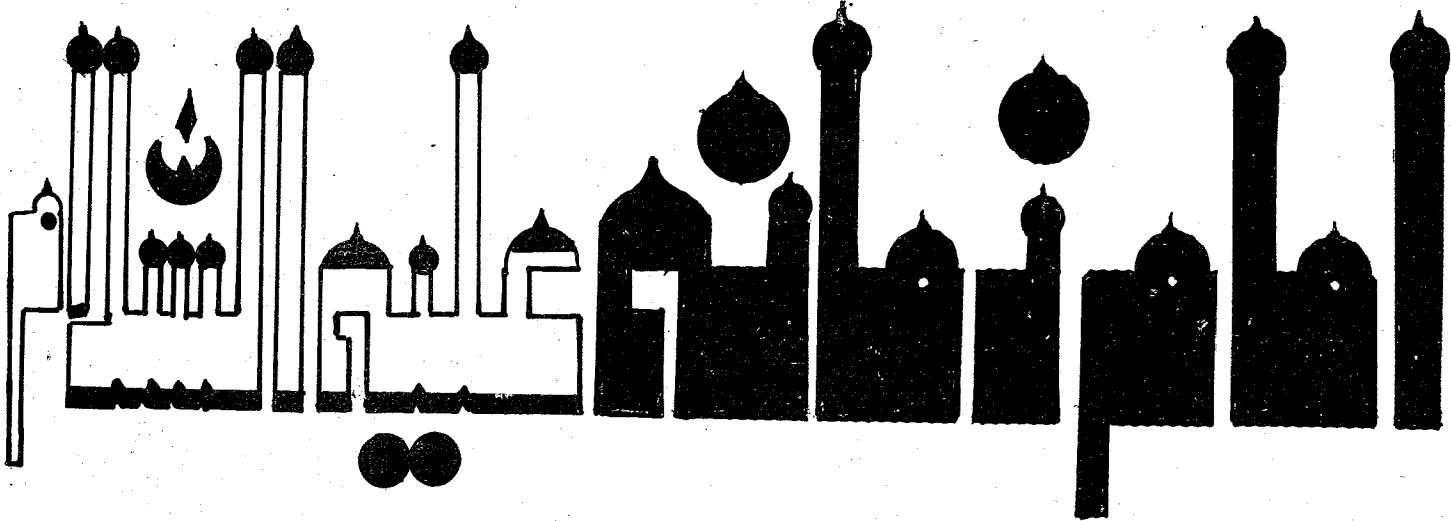
حسین بن روح تقریباً ۱۲ سال تک حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نائب رہنے بشعبان ۱۴۱ھ میں انتقال فرمایا اور بیناد میں علی بن احمد لوثی کے گھر کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ بنی عباس کے مقدر اور راضی خلق اعماق کے ہم عصر تھے۔

(۴) چوتھے نائب : ابوالحسن علی بن محمد السجیری۔ حسین بن روح کے انتقال کے بعد امام مہدی علیہ السلام کے نائب معین ہوئے۔ تاریخ ولادت کا صحیح علم نہیں ہے انہیں امام حسن عسکری علیہ السلام کے خاص اصحاب اور بیناد میں امام مہدی علیہ السلام کے نائب کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔ من سال تک نیابت کے عہدے پر فائز رہے۔ اس کوتاہ مرد میں گلشنہ نائیں کی طرح کوئی وسیع کام انجام نہیں دے سکے۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے علی بن بابویہ کے انتقال کی خبر دی تھی۔

حضرت جنت علیہ السلام کی طرف سے آخری توقع جو صادر ہوئی اس میں یہ اعلان کیا تھا کہ غیبت صغری کا درود ختم ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم،
اسے علی بن محمد سمری خدا تھاری مصیبیت میں تمہارے بھائیوں کے اجر و ثواب میں اضافہ کرے۔ پھر دن کے اندر تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ اپنے امور کو منظم کرو سیط ل۔ اپنے بعد کسی سے وصیت نہ کرنا تمہارے انتقال کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اور غیبت کبریٰ کا آغاز ہو جائے گا۔ اب خدا کے حکم سے ظہور ہو گا وہ بھی ایک طویل مرد اور لوگوں کی صادت قلب کے بعد زمین کے طلم و خور سے بھرتے کے بعد۔ ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے دیدار نیابت خاصہ کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ خدا نے بزرگ دربار کے علاوہ کوئی طاقت و قوت نہیں ہے۔ (۱۲)

یہ آخری خطاب ہے جو امام کے نائب خاص کے ذریعے غیبت صغری میں امام کی جانب سے صادر ہوا ہے۔ علی بن محمد سمری تین سال کی نیابت کے بعد



۲۰ آتَ الْمُنْتَقِمِ مِنْ أَهْدَاهُ -

میں اس (حدل) کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں -
(بخار ج ۵ ص ۲۲)

۲۱

۲۱ آتَ الْخَادِمِ الْأَوْصَيَاءِ -

میں سلسلہ اوصیاء کی آخری کڑی ہوں۔ (بخار ج ۵ ص ۳)

۲۲ وَبِنِي يَدْفَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِي وَشِيعَتِي -

اور بیرے ہی ذریعے سے خدائے غزویل بلاوں کو میرے اہل دعیاں اور شیعوں سے دور کرتا ہے۔ (بخار ج ۵ ص ۵۴)

۲۳ أَتَى الْأَمَانَ لِأَهْلِ الْأَرْضِ -

یقیناً میں اہل زین کے لئے بلاشبہ روجہ، آمن و امان ہوں۔

(بخار ج ۵ ص ۱۸۱)

۲۴ أَذَا أَذَنَ اللَّهُ لَنَا فِي الْقُولِ ظَهَرَ الْحَقُّ وَ أَضْمَحَ حَلَّ النَّاسِطُلُ -

جب خداوند ہیں اذن لگستکو دے گا، (تو) حق ظاہر ہوگا اور باطل کا خاتمه ہوگا۔ (بخار ج ۵ ص ۱۹۴)

۲۵ وَأَمَّا أَظْهَرُوا فِرَاجَ فَإِنَّهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ذُكْرُهُ -

اور (جهان تک) ظہور (کی بات ہے) تو یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (بخار ج ۵ ص ۱۸۱)

۲۶ وَكَذِيبُ الْوَثَاتُونَ -

اور وہ لوگ جو ظہور کا، وقت میعنی کرتے ہیں وہ کاذب ہیں۔

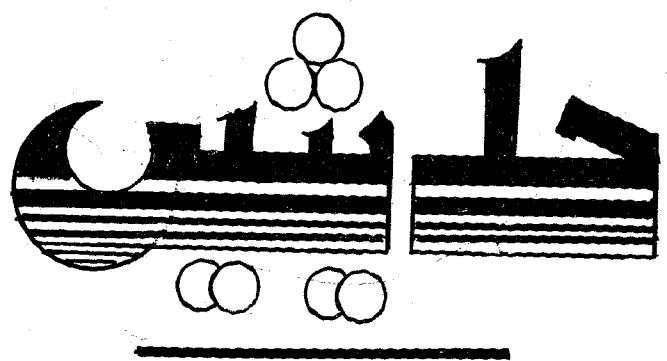
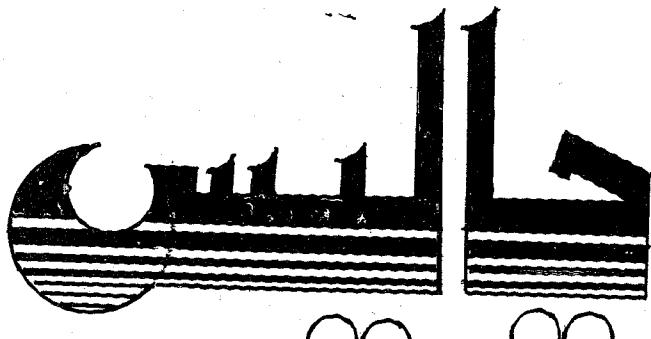
(بخار ج ۵ ص ۱۸۱)

۲۷ وَأَنْثِرُوا الْدُعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَنِاتَّ

ذَالِكَ فَرَجُكُمْ -

او زہور کے لئے کثرت سے دعا کرتے رہو کیونکہ بشک اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔

(بخار ج ۵ ص ۲۲)



۱ آتَ الْمَهْدِيَ آتَنَا فَتَائِمُ الزَّمَانِ -

میں مهدی ہوں میں تمام زمانہ ہوں۔ (بخار ج ۵ ص ۲۲)

۲ آتَ الْكَذِيَ آمِلَكُهَا عَدْلًا كَعَامِلَتْ حَوْرًا -

میں اس سرزین (کو عدل والی صفات سے (اُسی طرح) پُر کرنے والا ہوں جس طرح یہ نظم و جور سے بھری ہوگی۔ (بخار ج ۵ ص ۲۲)

۳ آتَابَاقِيَّةَ اللَّهَ فِي أَرْضِهِ -

میں اس سرزین پر اللہ کی آخری جست ہوں۔

(بخار ج ۵ ص ۲۲)

وَإِنْ أَخْرُجْ جِئْنَ أَخْرُجْ وَلَا بَيْعَةَ لِحَمِدِ مِنَ
الظَّوَاغِيْتِ فِي عُنُقِيْ - (۱۴)

او دیگنا یمرے خروج کے وقت جب بھی میں خروج کروں گا تو کسی سرشن
کی پھر حکومت نہ ہوگی۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

وَأَمَّا وَجْهُ الْإِنْتِقَاعِ فِي فِتْنَتِيْ فَكَانَ شَفَاعَ
بِالشَّمْسِ إِذَا غَيَّبَهَا فَنَّ الْأَكْبَارُ السَّعَابِ - (۱۵)

او میری غیبت میں مجھ سے نفع حاصل کرنا اسی طرح ہے جس طرح سورج سے
لنفع حاصل کیا جاتا ہے جب وہ بادلوں کے پیچے چھپا ہوتا ہے۔
(دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

وَأَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَتَاجِعُوا فِيهَا إِلَى
رُؤَاةِ حَدِيْثِنَا فَإِنَّهُ حَقٌّ عَلَيْكُمْ وَأَنَّ حَجَةَ اللَّهِ
عَلَيْهِ هُمُّ - (۱۶)

روتا ہونے والے واقعات کے سلسلے میں حدیثوں کے بیان کرنے والوں
کی طرف رجوع کرو۔ یہ شک وہ تم پر میری حجت ہیں اور میں ان پر خدا
کی حجت ہوں۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

فَإِنَّا يَكْيُطُ عَلَيْنَا بِأَنْبَائِكُمْ وَلَا يَغْرِي عَنَّا شَيْءَ مِنْ
أَنْبَاءِكُمْ - (۱۷)

بے شک ہمارا علم تہاری خبروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور تہاری خبروں سے کوئی
بھی خبر ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

إِنَّا غَيْرُ مُهْمَلِيْنَ لِمُرَاعَاتِكُمْ وَلَا نَاسِيْنَ
لِذِكْرِكُمْ - (۱۸)

بے شک ہم تہاری تہجیباں (راواں پری) میں کوتاہی نہیں کرتے اور تہاری
یادوں سے غافل نہیں رہے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

فَلَيَعْلَمْ كُلُّ أُمَّرِيْ مِشْكُرٌ مَا يَقْرُبُ بِهِ
مِنْ مَحَبَّتِنَا - (۱۹)

چھرے میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ ایسے کام کرسے جو نہیں ہماری محبت
بے قریب تر کر دے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

وَلِيَتَحَبَّتْ مَا يَدْنُيْنِيْ مِنْ كِرَاهِيْتِنَا وَسَخَطِنَا -
اور دلیلیے تمام کاموں سے پر سر زکر نہیں ہے جو نہیں ہماری نارا شکی اور برافروختی
سے نزدیک کر دے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

فَمَا يَحْسَنُنَا عَنْهُمُ الْحَمَاءِ يَصْلُ بِنَامِ مَانِكُرْ عَنْهُ -
چھر کوئی چیز نہیں ان سے دور نہیں رکھتی تکریہ کہ وہ ہم سے ان بالوں کو متسلل
کرتے ہیں جو ہمیں ناپسند ہیں۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

أَمَّا أَمْوَالُ الْكُفَّارِ فَلَا يُنْتَهِنُ إِلَّا لِتُظْهَرُ وَإِنَّ شَاءَ
فَلِيُصْلِ فَمَنْ شَاءَ فَلِيَقْطَعْ - (۲۰)

او دیگران نک تہارے مال و دولت کی بات ہے تو م اے قول ذکریں گے بھروس
کے کہ تم پاک ہو جاؤ بھروس چاہے ہم سے انسال رکھے اور جو چاہے ہم سے جدا
ہو جائے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

مَنْ أَكَلَ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ يَنْهَا كَلُّ
فِي بَطْنِهِ نَارًا وَسَيَضْلُ سَعِيرًا - (۲۱)

جو ہمارے اموال میں سے ذرہ برابر بھی کھائے گا تو گویا وہ اپنے پیٹ کو آگ
سے بھر رہا ہے اور جلد ہی بھر کرنی آگ میں بھرنا جائے گا۔

أَقْدَارُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا تُقْنَ الْبُرُّ وَإِرَادَتُهُ لَا تُرَدُّ وَ
تُوْفِيقَهُ لَا يُسْبَقُ -

نقادیر خدا کے غزوہ جل مغلوب نہیں ہوتیں اور اس کے ارادے سترہ
نہیں ہوتے اور اس کا لطف و کرم پر سبقت نہیں کی جاسکتی ہے۔

(دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

طَلَبُ الْعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ
مُسَاْوِقُ لَا تَكَادُنَا -

ہم اہل بیت کے علاوہ کسی اور ذریلے سے علم حاصل کرنا ہمارے (ولایت کے)
انکار کے مترادف ہے۔ (کتاب دین الغفرت ج ۱)

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يُخْلِقِ الْحَلْقَ عَبَّاشًا وَلَا أَهْلَسَ سُرْ
سُدَّى -

بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عیش خلقت نہیں کیا اور انہیں بلا وحیہ
آزادی نہیں دی۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

بَعْثَ مُحَمَّدَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَتَكَمَّلَ بِهِ
نِعْمَتَهُ -

اُس دخانے عز وجل (پیغمبر ﷺ) نے مُحَمَّد سنتِ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمیں پر
حکمت سن کر مبعوث کیا اور انہی کے ذریلے اپنے اعمشتوں کو تام کیا۔

(دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

وَخَتَمَ بِهِ أَنْبِيَاَهُ وَأَرْسَلَهُ إِلَى النَّاسِ كَافِةً -

اور ان رَمَعَنَ (پیغمبر ﷺ) کے ذریلے انبیاء کے سلسلے کو ختم کیا اور انہیں تمام
انسانوں کی طرف رسول نہ کریں۔ (بھیجا۔ دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْأُلُ مِنْ حَجَّةٍ إِمَّا ظَاهِرًا وَإِمَّا

مَعْمُورًا -

بے شک زین کبھی بھی "حجت" سے خالی نہیں ہو سکتی چاہے وہ ظاہر ہو یا
رنظرلوں سے غائب ہو۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لِلْحَقِّ لَا إِثْمَامًا وَلِلْبَاطِلِ
إِلَّا كَذْهُوفَتَ -

خدالتیں حق کا احتمام اور باطل کی ناابولی چاہتا ہے (دیوار ج ۵۳ ص ۱۹)

أَتَهُ لِيَشَنَّ بَيْنَ أَنْبَيَنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبَيْنَ أَحَدِ
شَرَابَيْهِ -

بے شک اللہ عز وجل اور کسی اور کسی درمیان کوئی قربت دو اتنی نہیں ہے۔
(دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

سَأَرْقَمَ أَنْفَ الشَّيْطَانَ لِشَنْيِ عَرْفَانَ مِنْ
الصَّلَاوَةِ فَصَلَّهَا وَأَرْغَمَ أَنْفَ الشَّيْطَانَ -

کوئی شی نماز سے افضل نہیں ہے جو شیطان کو دھول چاہئے پر بھجو کرنے ہو لینا فاماذا
کرو اور شیطان کو دھول چاہئے پر بھجو کرو (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

سَجَدَةُ الشُّكْرِ مِنَ الزَّمَانِ السَّنَنَ وَأَوْجَهَهَا -

سجدہ شکرانہ دو اجنب سنتوں میں سے ہے۔ (دیوار ج ۵۳ ص ۱۸)

۲۲

۲۲

کی مزوریت نہیں۔ رجبار ج ۳ ص ۱۸۱

أَنَّ الْحَقَّ مَعَنَا وَفِينَا وَلَا يَقُولُ ذَالِكَ سَوَانِي
إِلَّا كَذَابٌ مُفْتَرٌ وَلَا يَدْعُ عِنْهُ عَيْرُونَا إِلَّا ضَلَالٌ
غَوَّثٌ۔

بے شک حق ہمارے ساتھ اور ہم میں ہے اور ہمارے سوا کوئی ایسا
خیس کہہ سکتا اور اگر کوئی ایسا کہتے تو وہ کاذب اور دھوکہ باز ہے
اور ہمارے علاوہ کوئی ایسا دعویٰ ہیں کہ سوائے اس کے جو
چیزوں و میرگروں ان اور گمراہ ہوں۔

فَلَوْبَنَا أَوْعِيَةً لِمَشِيَّةِ اللَّهِ فَإِذَا أَشَاءَ شَدَّنَا۔
ہمارے ول میثیت خدا کے طرف ہیں اور جیسا وہ پاہتا ہے،
تب ہم چاہتے ہیں۔

وَلَوْاَنَ أَشْتَأْعَنَا رَوْقَعْمُ اللَّهُ لِطَاعَتِهِ عَلَى
لِيَقْتَمَاعَ مِنَ الْقُدُوْبِ فِي الْوَقْتِ أَوْ بِالْعَمَدِ عَلَيْهِمْ
لَذَاتِ أَخْرَجَنَّهُمُ الْيَمَنِيُّونَ لِيَقْتَلُنَا۔

آخر ہمارے شیعہ (قد اپنیں اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے) اپنے
عہدوں پر اپنے بل کریم قلب سے ثابت رہتے تو ہماری بارکت
ملاتا تھا میں تاثیر نہ ہوتی۔

(۲۸)

۳۲) أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الْعَصْنِي بَعْضَدَ الْجَحَّاجَعِ۔
میں بھارت کے بیدھوی بصارت (اندھہ بن) سے اللہ کی پناہ مانگتا
ہوں۔ رجبار ج ۳ ص ۱۹۱

وَمِنَ الظَّلَّالَةِ بَعْشَةَ الشَّهْدَى۔
اور بھارت کے بیدھوی بصارت سے پناہ مانگتا ہوں۔

۳۳) وَمِنْ مُؤْلِيَّاتِ الْأَعْمَالِ وَمُرْدِيَّاتِ الْفَتَنِ۔
اور تیاہ کن اعمال سے اور فتنہ انگریز ارادوں (وسوسوں) سے پناہ
مانگتا ہوں۔ (رجبار ج ۳ ص ۱۹۱)

(۲۹)

۳۴) إِنِ اسْتَرْمَشَدَتْ أَرْشِدَتْ وَإِنْ طَلَبَتْ
وَجِدَّدَتْ۔

اگر تم بدایت طلب کرو تو بھیت پاؤ گے اور اگر تم تلاش کرو تو بھیس
(درستہ، مل جائے گا۔ (کمال الدین ج ۳ ص ۱۵۵)

فَاغْلِمُوا بَابَ السُّوَالِ عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ كُمْ۔
اور ایسے سوالات سے پہنچ کر تو ہمارے لئے نہ ہونا ہوں۔

۳۵) وَلَا تَتَكَلَّفُوا عَلَيْهِ مَا قَدْ كَفَيْتُمْ۔
اور ایسا علم حاصل کرنے کیلئے لینے کر فریضہ فرودی تکلیف میں نہ رہیں

دُو اپ اربعہ

صفہ ۷ سے آگے

الف۔ یقیت بکری کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنا اور امام کے پردہ میں رہنے کا لوگوں کو
عادی ہانا۔

ب۔ شیعوں کے اجتماعی مسائل اور صلح کی جہت میں اقلام کرنا۔

(۱) شیخ الطائف ابو جعفر محمد بن الحسن الطرسی کی کتاب "الغیبتۃ" مکتبۃ نیزی تہران ص ۱۵۵

(۲) مأخذ سابق ص ۲۱۵، (۳) مأخذ سابق ص ۲۱۶ (۴) مأخذ سابق ص ۲۱۷ (۵) مأخذ

سابق ص ۲۲۰ (۶) مأخذ سابق ص ۲۲۱ (۷) مأخذ سابق ص ۲۲۲ (۸) مأخذ سابق ص ۲۲۳

(۹) مأخذ سابق ص ۲۲۴ (۱۰) مأخذ سابق ص ۲۲۵ (۱۱) ابی جعفر محمد بن علی بن یاکر القی

کی کتاب "کمال الدین و تمام النعمۃ" دارالکتب الاسلامیہ تہران باب ۵ توثیق ۲۳،

(۱۲) کتاب الغیبتۃ ص ۲۳۲۔

اس کے علاوہ جناب محمد الصدر کی کتاب تاریخ الغیبتۃ الصغری اور کتاب
تحفۃ قدمی در عالم تہوار مہمدی موعود (ترجمہ کتاب الغیبتۃ شیخ طوسی) سے بھی استفادہ
کیا گیا ہے۔

ہے کہ تمام توقیعات امام کی جانب سے صادر ہوتی ہیں لوگ ان کی پیروی کرتے تھے۔

(۱) توقیعات کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ

الف۔ توقیعات روایات کی زبان ہیں۔

ب۔ توقیعات سوال کے بعد صادر ہوئی تھیں۔

ج۔ خطہ اور مفہوم معین ہوتا تھا۔

د۔ سوال کے دو نئے نئے کے بعد ترقیص صادر ہوتی تھی۔

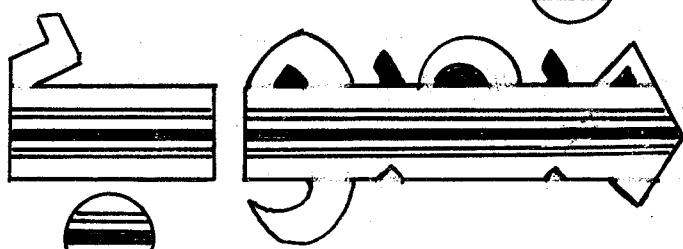
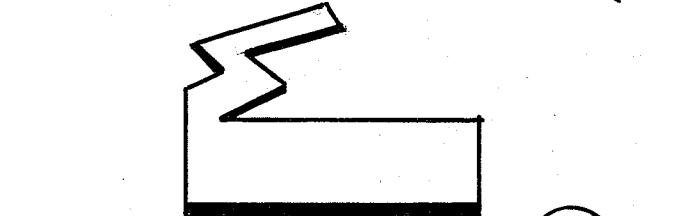
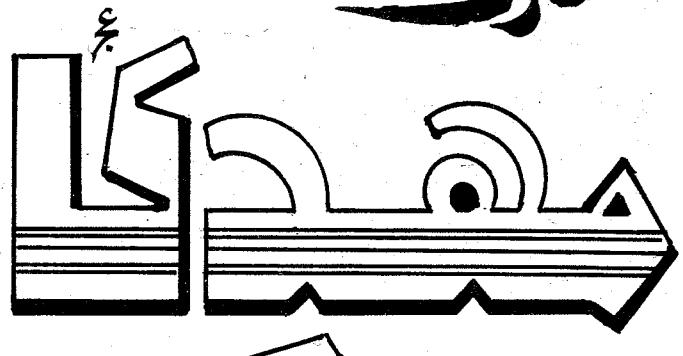
(۸) نائین کا پوشیدہ رہنا اور تقبیہ اختیار کرنا۔ مثلاً جس وقت حسین بن روح
از راه تقبیہ خلفاء کو برتری دیتے ہیں تو ان کو یہ کی جاتی ہے ان کے حق میں دعا کی جاتی ہے
اور حکومت ان کی نیابت سے واقف نہیں ہوتی۔

(۹) ضروری نہیں تھا کہ تمام لوگ نائین سے براہ راست راطر کھتھتے ہوں بلکہ
ان کے خاص دوستوں کے ذریعہ راطر قائم ہوتا تھا اور نائب کے نام کا تذکرہ نہیں ہوتا
تھا۔ مثلاً محمد بن عثمان نے بنزادہ میثم اموال کے لئے دس کیلیں میں کئے تھے ان میں سے

ایک حسین بن روح بھی تھے۔
نیابت خاصہ کا مقصد کیا اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

ظہورِ حکومت

حضرت



یہ مل سکتا ہے جہاں ارشاد باری یہ ہے کہ :-
 وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِثْكُورًا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 لِسْتَخْلَفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا أَسْتَخْلَفْتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
 وَلَيَكُنَّ لَّهُمْ دِيَنُهُمُ الَّذِي أَرْضَى لَهُمْ وَلَيَكُنَّ لَّهُمْ
 مِنْ لَعْنَدِ حَوْقَهِمُ أَمْنًا لَا يَعْبُدُونَ لَا يَشْرِكُونَ
 بِي شَيْئًا ۝

ترجمہ، (الے ایمان راو) تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے
 اچھے کام کئے ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو (ایک دن) روئے زین
 پر ضرور دیا (ناسب مقدر کر کے گا۔ جس طرح ان لوگوں کو نوبت بنا جوان سے ہے
 تحریر کچھ ہیں اور جس دن کو اُس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (اسلام) اُس پر
 انہیں ضرور پروری قدرت دیگا اور ان کے فائدے کے بعد ان کے ہوتے کے بعد ان کے ہر سو
 کو) ان سے ضرور بدلتے گا کہ وہ (اطیان سے) میری ہی عبادات کریں گے اور
 کسی کو ہمارا شریک نہیں کے۔

اس آیت کے بارے میں ابو بصیر کہتے ہیں امام حفص صادقؑ نے فرمایا کہ ایسا آیت
 حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
 اس آیت سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

اول : عالمی اسلامی حکومت کا قیام :

قرآن کے واضح وعدوں اور انہی معصومین کی مستند احادیث سے یہ
 بات مشہور ہے کہ حضرت جنت خدا کے ظہور کے بعد تمام حکومتیں نیست و ناولاد ہوں
 جائیں گی اور کوئی دوسرا حکومت نہ ہوگی اور ساری دنیا میں صرف ایک ملک، ایک
 حکومت ایک تراث، ایک پرچم اور ایک ہی ایکن و ستور ہوں گے اور اس کا سربراہ
 حضرت بقیۃ اللہ پرچم البعثۃ ہوئے اور تراث لوحید ہو گا۔
 ایک عالمی اسلامی حکومت کو قائم کرنا حضرت مهدیؑ کے قیام کی ایک
 خصوصیت ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

إِذَا قَامَ الْقَاعِدُونَ ذَهَبَ دَوْلَةُ الْمَسَاطِيلِ -
 "جب قیام قائم ہو گا تو باطل حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔

اسی طرح ایک دوسرا حدیث میں فرماتے ہیں :

يَبْلُغُ سُلْطَانُهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ -

جس وقت سے انسان نے زین پر سکونت اختیار کی ہے اسی وقت سے
 وہ خلاسے ایک ایسی زندگی کا خواہ شمید ہے جو تحقیق معنوں میں مسترتوں سے پڑھو۔
 ایسی زندگی کے لئے جدوجہد بھی کی ہے اگر کی خواہ اس ایک خاص اہمیت کی حامل نہ ہوئی
 تو اس کا گھر ایسا نہیں فطرت پر نہ پڑتا۔ بالکل اسی طرح کہ "اگر غذا نہ ہوئی تو طالب
 غذا بھی نہ ہوئی۔ لہذا انسان مستقبل میں ایک ایسا دن دیکھے گا کہ جماں" انسانی
 معاشرہ میں عمل والیاں ہو گا اور ہر کس دن اس من و امان کی زندگی گزارے گا۔
 لوگ صلاح و فلاح، کمال و ارتقاء کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے اور یہ سارا کام غیری
 امداد اور انسان کی کوششوں سے الجام پائے گا۔ اور ایسے پر امن معاشرہ کا سربراہ
 سوائے حضرت مهدیؑ کے کوئی اور نہ ہوگا۔

آئیے اب یہ دیکھیں کہ ظہور صاحب الزمانؑ کے وقت کیا حالات ہوتیں
 اور آپ کی حکومت کیسی ہوگی ؟ اس سوال کا جواب قرآن مجید کی سورہ نورانیت ۵۵

ہو گا اور اسلام ہی اسلام ہو گا جس طرح خداوند کریم نے فرمایا ہے۔
إِنَّ الْمُدِينَ عِنْدَ اللَّهِ الْأَسْلَامُ۔ (ص ۲۷، الحجۃ)
 ترجمہ: (سچا) دین تخدیک کے نزدیک یقیناً (بس ہی) اسلام ہے۔
 اسی طرح قول رسول خدا بھی ہے۔

لَا يَعْلَمُ أَيْنَنِي الْأَنْتُوْدِي فِيهَا شَهَادَةٌ أَنَّ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
 «زین پرالیسی کوئی جگہ باقی نہ ہو گی جہاں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور لَمَّا حَدَّرَ سُوْلُ اللَّهِ،
 کا آوازہ بلند نہ ہو (منتخب الائمه ج ۳ ص = ۲۹۳)

سوم :

حضرت بقیۃ اللہ کی حکومت کا ایک اہم مقصد ظلم و قور کا خاتمہ اور دنیا کے گوشے گوشے میں عدل والفات کا قیام ہے۔

قرآن کے نقطہ نظر سے انبیاء کے معوثر ہوتے کا ایک مقصد النسانی معاشرے میں عدل کا قیام تھا۔

لَقَدْ أَرَسْلَنَا رُسُلًا إِلَيْنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْذَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومُ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (سورہ حمید۔ آیت ۲۵)

یہ آیت انبیاء کی بعثت اور کتاب "و میران" کے مقصد کی وضاحت کر رہی ہے۔

لیکن کیا یوم حاضر تک زمین پر عدل والفات کا قیام ہوسکا؟

رسول خدا اور ائمہ نے سیکھروں احادیث میں، حضرت بقیۃ اللہ کی آمد کے دن کو قیام عدل والفات کا دن قرار دیا ہے۔

ایک حدیث میں معصومؐ سے منقول ہے کہ

يُطَهَّرُ الْأَرْضُ مِنْ كُلِّ حُورٍ وَظَلَمٍ۔

"وَ (حضرت بقیۃ اللہ) زمین کو مرسم کے ظلم و بُور سے پاک کر دیں گے۔"

(کمال الدین - ص: ۳۳۶)

اس وقت جب یہ دنیا عدل والفات سے پہ ہو گی تو اس کے کئی اشارات ظاہر ہوں گے۔

(الف) مال و دولت کی برابر تقسیم: ہمارے دریان راج نا الفانی کی وجہ مال و زر کی کمی ہیں ہے بلکہ مال و زر کی غلط تقسیم ہے۔ جب کہ حضرت بقیۃ اللہ دار و امنا و راح العالمین فداہ کے عہد میں مال و زر کی تقسیم اس طرح ہو گی۔ جیسا کہ معصومؐ نے فرمایا ہے کہ :

إِذَا قَامَ مَهْدِيُّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَسَمَّ بِالسُّوَيْتَةِ وَعَدَلَ فِي الرَّعْيَةِ۔

جب ظہور قائم اہل بیت ہو گا تو وہ مال کی تقسیم برابری سے کر دیں گے اور لوگوں کے دریان الفات قائم کر دیں گے۔

رب) انفرادی اطمینان =

وَلَا يَبْقَى مُؤْمِنٌ إِلَّا دَخَلَ عَلَيْهِ تِلْكَ الْفُرْحَةُ فِي قَلْبِهِ وَ قَبْرِهِ۔ اس دن ہر مون نوش و مسرور ہو گا۔

اعلام الوری : ص ۳۵

یہ حدیث واضح کرنی سے کہ اس روز ہر فرد کے لئے مسترت ہو گی۔ زندہ مونین کا دل غوثیوں سے شاد ہو گا اور جو مونین قبور میں ہوں گے وہ بھی سترتوں کو پاک رکھے گے۔

"حضرت قائمؐ" کی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

امام باقر علیہ السلام ہی اس آیت قرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں : **السَّيِّدُونَ إِنَّمَا تَشَهَّدُهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقْتَاهُمُوا الصَّلْوَةَ وَأَمْرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عِنْدَهُ عِاقِبَةُ الْأَمْمَوْرِ۔** (سورہ حج آیت ۲۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں روئے زین پر قادر تھے دن تو یہ لوگ پابندی سے نمازیں ادا کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور لپچھے اچھے کام کا حکم کر دیں گے اور جناب تعالیٰ سے دلوں کو روکیں گے اور لوگوں تو سب کاموں کا بخام خدا ہی کے اختیار مل دے گے کہ یہ آیت حضرت مهدیؐ کی حکومت سے متعلق نازک ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور وہ دن خداوندی کو اشکار کر دیے گے اور خداوندان کے اور ان کے اصحاب کے ذریعے جاہلیوں امام طلاق کو اسی طرح ختم کرے گا جس طرح جاہلیوں نے حق کا خاتم نبی مصطفیٰ علیہ السلام کو ظلم و جور نہ کوئی نشانی باقی نہ رہے گی وہ عوام کو "نقوی" کی دعوت دیں گے۔ اور گناہوں سے روکیں گے اور عاقبت امور خدا کے ہاتھوں میں ہے۔

دوم : اسلام کا عالمی دین ہونا :

حضرت بقیۃ اللہ کی حکومت کے دیگر مقاصد میں ایک مقصد شرک الحاد کا خاتمہ اور افکار توحیدی کی نشوونگا ہے۔

قرآن مجید نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ایک ایسا دن دھرور آئے گا۔ جب اسلام کے مقاصص فوایں دیگر ادیان پر غلیبه حاصل کریں گے اور صرف دن اسلام ہی باقی رہے گا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينُ الْحَقِّ لِيَظْهُرَ عَلَى السَّيِّدِينَ كُلِّهِ وَلَوْكِسَةُ الْمُشْرِكُونَ۔ (سورہ الصاف آیت ۹: ۹)
 ترجمہ: وہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو برپا کیا ہے اور سچے دن کے ساتھ بصیرتا کہ اس کو تمام زینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین برائی دیکھو نہ مانیں۔

اس آیت میں جو قرآن کے تین سوروں میں اسی الفاظ کے ساتھ دہرائی گئی ہے۔ (سورہ طہ۔ ۳۳، سورہ نع۷۔ ۲۸، سورہ صفت۔ ۹) جس کا مقصد تمام اوریان پر دین مقدس اسلام کی برپا کیا ہے۔

اس آیت سے متعلق حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں : کیا اس آیت میں کیا گی وعدہ لورا ہو چکا ہے؟ ہرگز ہمیں یہکہ کوئی گھر ہمیں ہونا چاہئے جہاں سے صدر اے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِلَدَنِهِ"۔

اسی آیت سے متعلق امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : اسی آیت کا طلاق نہ ہو گیا ہمایہ تک کہ ظہور حضرت قائمؐ نہ ہو۔ اور جب ظہور قائمؐ ہو کا قریبین پر کوئی کافر اور منکر امامت نہ ہوگا..... اگر کافر کسی پتھر کی کوکھ میں بھی پناہ لے لے تو وہ پتھر خود صد المذکور سے گاکہ اسے مومنوں میرے اندر ایک کافر پھیپھیا بیٹھا ہے مجھے شکستہ کرو و تاکہ اسے قتل کر سکو۔

غرض اس طرح ہم دیکھیں گے کہ خداوند عالم نے مذہب حق یعنی اسلام کے غلبہ کا جو وعدہ گیا ہے وہ سبقیل قریب میں حضرت ولی عصر کے ہاتھوں پورا ہو گا۔ دوبارہ چھپے امام نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر لوں بیان کی کہ "اے مفضل خدا کا قسم تمام اوریان کا خاتمہ ہو گا اور تقریبات و خیالات میں کوئی اختلاف نہ

یقین:-

حقيقة انتظار پر ایک نظر

اب جب یہ بات ثابت ہو گئی تو ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ امام مہدی کا انتظار ہمیں کس طرف لے جا رہا ہے آیا یہ انتظار تعمیری ہے یا تخریبی؟ آسان جواب یہ ہے کہ "امام" کا انتظار تعمیری ہے "اس لئے کہ امام دنیا کو عدل والفات سے مُفرک رہے والی ہیں اور عدل والفات سماج کی تعمیر کا اساسی جزبے ہے لہذا جو الفات کے خلاف جائے اور ظلم کرے وہ تحریک کار ہے اور امام کا منظیر تحریک کار اور ظالم ہمیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ امام "ظهور کرتے ہی ظلم کا سفا یا کروں گے۔

"بھلاکی بات ممکن ہے کہ کوئی اپنے ہی قاتل کا انتظار کرے کہ وہ ہبھ کرنے اور اس کی گردان اڑادے" اگر تو یہ اس کا جواب ثابت ہے تو لوگ لے پاگی، دیوانہ اور مجنون ہمیں گے کیونکہ بات عقل کے خلاف ہے۔

اب قارئین پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ ایسے انتظار کرنے والے تحریک کار ہیں اور اسی انتظار کو تحریکی انتظار کہا جائے گا۔ اس انتظار میں سختی ہوگی اور منتظر سوچ گا کہ جتنی تاخیر سے آئیں انہی اچھا ہے تاکہ ہم ظلم کرنے والے گناہ کرتے رہیں، خلام و حلال کو غلط طلاق کرتے رہیں۔ لیکن اس کے براعض سچا منتظر ہمیشہ خوفزدہ ہو گا کہ کہیں حدیث آنہجایں اور مجھے ظلم کرنے والا پائیں۔ مجھے گناہ کرتا ہوا رکھ لیں۔ یہ خوت آتے ہی وہ گناہ سے دوری اختیار کرے گا، ظلم ہمیں کرے گا۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کرے گا۔ بظالموں کی مدد کرے گا۔

یہ سارے کام اسے ایک بہترین انسان میں بدل دیں گے۔ اخلاق کی بلندیوں کو پھولے گا۔ خوف الہی اور الساینت روستی اس کا شعار ہو گا۔ عدل والفات کی خاطر ہی جان تک قربان کر دے گا اس لئے کہ اسے معلوم ہے کہ آقا اور مولا امام زمان علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو انہیں چیزوں کو دیکھ کر گلے سے لکھا لیں گے اور کہیں کے واقعی تمہاری محبت میں سرشار تھے اور وہی اعمال بجا لاتے رہے جو ہماری خوشی کا سبب تھے اور ان سے دوری اختیار کی جو ہماری ناراضی اور غصتے کا سبب تھے۔

"بے شک امام علیہ السلام کا انتظار تعمیری ہے اور انسان سازی کا بہترین ذریعہ ہے"۔

باز الہا! ہمیں ان اعمال سے دور رکھ جو امام کی ناراضگی کا سبب ہوں اور ان اعمال کی توفیق عطا کرنے ہمیں ان سے قریب کر دیں۔ دنیا میں انہیں کی محبت سے گروم نہ ہوں اور آخرت میں انہیں کی شفاعت سے۔

صفحہ نمبر	موضوعات	نمایہ
۳	عقیدہ مہدویت اور علمائے اہل سنت	۱
۵	النکار مہدی کفر ہے	۲
۸	عقیدہ انتظار پر ایک نظر	۳
۹	انتظار امام کا یا علامتوں کا؟	۴
۱۳	غیبت کبریٰ میں امام زمانؑ کی ذمہ داریاں	۵
۱۴	لقب امام زمانؑ	۶
۱۸	لواء اربعہ	۷
۲۱	امام زمانؑ سے چالیس حدیثیں	۸
۲۲	ظهور کے بعد حضرت امام مہدیؑ کے منصوبے	۹

کیا جانتے دل میں عشق یہ کس اعجاز نما کا قائم ہے
دل بھروس جل کر خاک ہوئے پر دل کی تمنا قائم ہے

ہے جلوہ نما پر دہ میں نہال آفاق میں جلوہ قائم ہے
خلوت میں وہی محل میں وہی پھر پر دہ کا پر دہ قائم ہے
بہت ہوئے دریا پر جیسی فت ائمہ کاصلیت قائم ہے
قائم کو خود اقام رکھے قائم ہی سے دنیا قائم ہے
دنیا سے شہزادہ کے کس کے لئے دنیا قائم ہے
ہے کون فروش جس کیلئے بے چوبی خضری قائم ہے
کیس کی بدولت باغ طسم ہوش رہا کا قائم ہے
وحدت کے سفارت خانہ پر توحید کا جہنمڈا قائم ہے
دنیا میں تمہیں سے عز و ذوق اریثرب و بطمہ قائم ہے
حق یہ ہے تمہارے پردے سے ایک ایک لپر دہ قائم ہے
کیا سمجھے اسے اور اک بشر قدرت کا معماfat ائمہ ہے
قدرت کا نور نہ خاتم ہے ختم کانگیز قائم ہے
دنیا کو جلن ہے کیوں اب تک الحمد کا بیگانہ قائم ہے
ان کے لئے دنیا خلق ہوئی ان کے لئے دنیا قائم ہے

انکار نہیں ہے غیرت سے اے قیس وہ ایمان کھو بیٹھے
ہم غیر پر ایمان رکھتے ہیں ایمان ہمارا قائم ہے

(فرزدق ہند قیس زنگی ببوری)

اللّٰہ غنی اللّٰہ غنی یہ حسے اجس زمانی کی
انگو نہیں وہی ہے دلبیں وہی رستہ میں وہی منزل میں وہی
انگوں سے ہے سیل اشک رواں پر محظکو نہیں کچھ خوف نیاں
فائم ہی کے دم سے دین شہزادہ لما کا قائم ہے
غفلت سے مسلمانوں چونکو کچھ عنور کرو سوچو سمجھو
یہ شمس و قمر کی قند میں کس کیلئے روشن ہیں اب تک
بل کی چہکات پھولنکی ہمکشانوں کی اچک بیڑوںکی مہک
اس عالم کثرت میں جب تک ہم نام بی وہ قائم ہے
اے جان حرم اے شاہ حرم پر دہ میں رہو یابے پر دہ
تم پر دہ اٹھاؤ گئے جس دم دنیا کا بھرم کھل جائے گا
نزدیکی ہے وہ دُور ہی ہے پر دہ بھی ہے ستور ہی ہے
بے سایہ تھا جم شاہ عرب یا حبہم بھی پہاں ہے یہ عجب
کچھ بحث نہیں گرلا کھبریں ایس مسیح و خضری ہیں
اس گھر کا محمد مکل یکسان ہواں و آخر صلی علی

امام عصر کا خطاب چاہئے اول

فَلَيُعْمَلُ كُلُّ أَمْرٍ مِنْ كُلِّ حَيَاةٍ بِرَبِّهِ مِنْ حَيَاتِنَا وَيَتَجَبَّ مَا
يُكْرِهُ مِنْ كُلِّ هَدِنَا وَسَخْطِنَا فَإِنَّ أَمْرَنَا بِغُتْلَةٍ فِي حَالَةٍ
حَابِلَ الْأَنْفُعَ لِتُوَبَّهُ وَلَا يُنْجِيهُ مِنْ عَقَابِنَا نَدِمٌ عَلَى حَوْبَتِ

تم سب کو ایسے کام انجام دینا چاہئے جو ہماری محبت سے نزدیک کر دیں اور ان باتوں سے دور رہنا چاہئے جو ہمیں
نپسند ہیں اور ہماری ناراضگی کا سبب ہیں کیوں کہ ہمارا کام (ظہور) اچانک انجام پائے گا۔ جس وقت توہہ فائدہ مند نہ
ہوگی۔ اور (اس وقت) گناہ پر شرمندگی ہماری سزا سے بخات نہ دے سکے گی۔

فَإِنْجِسْتَهُ إِلَّا مَا يَصْلِبُنَا مَا يُكْرِهُهُمْ لَا تُرُكُونَهُمْ وَلَلَّهُ

الْمُسْتَعَانُ

جس چیز نے ہم کو ان سے دور کر دیا ہے وہ ہم تک پہنچنے والی وہ خبر ہیں جو ہم ان سے ناپسند کرتے ہیں اور
جس کی توقع ان سے نہیں رکھتے ہیں۔ اور خدا مدد کرنے والا ہے۔

ایسیوں اشیں آف امام محمد علی پوسٹ بکس ۵۰۰۰ بیبی ۹